دیارِ حبیب ﷺ کی یادیں

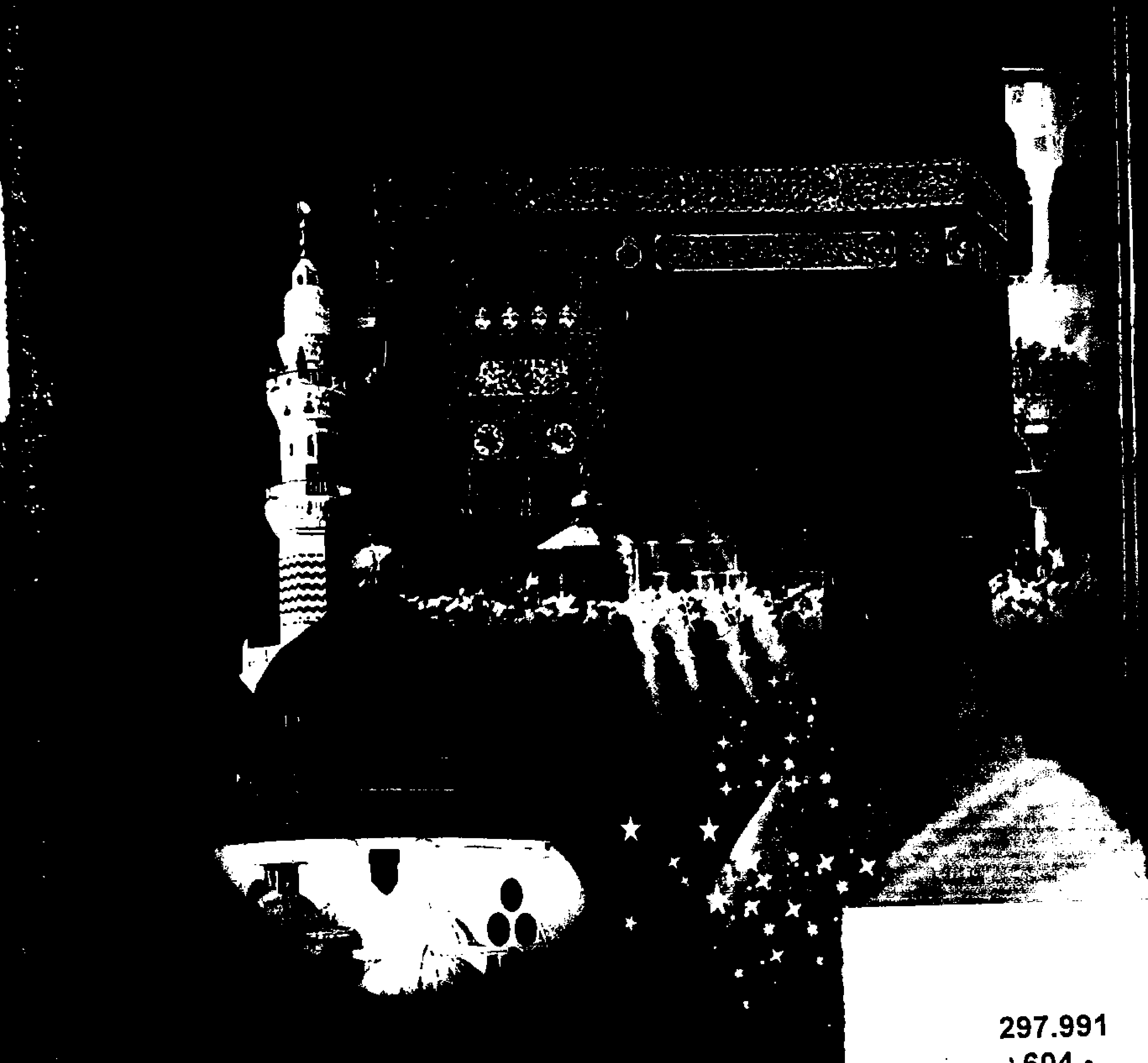

297.991
م 604 د
160509

مصنف

مصباح الحسن ڈار

Marfat.com

Marfat.com

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادیں

M.303953

مصنف

مصباح الحسن ڈار

ادارہ الاویس ۰ لاہور

Marfat.com

297-991
7 604 م
140009

ادارہ الاویس لاہور

ناشر اکمل اویسی پیرزادہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب	دیارِ حبیب ﷺ کی یادیں
مصنف	مصباح الحسن ڈار
باہتمام	محمد علی
ڈیزائن	شبیر حسین
اشاعت	ستمبر 2015ء
تعداد	1000
ایڈیشن	اول
قیمت	300 روپے
کمپیوٹر کوڈ	199i14
انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بک نمبر گورنمنٹ آف پاکستان	978-969-7566-01-3

ادارۃ الاویس ۰ لاہور
5 فیروز پور روڈ لاہور۔ فون:042-37500066
Email:idarhalawais@gmail.com
misbahdar727@gmail.com

Marfat.com

انتساب

فخر موجودات، خاتم النّبیین اور رحمۃ للعالمین

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے نام

Marfat.com

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

معزز قارئین کرام آپ کے لیے

میں سوچتا رہا کہ میں ایسا لکھوں جس سے تسکین قلب نصیب ہو۔ سوچا ناول نگاری کروں، شاعری میں ڈوب جاؤں یا پھر ڈرامہ، سٹیج، کالم، غرضیکہ چھوٹے سے دماغ میں بڑے بڑے خیالات جنم لیتے رہے۔ کبھی اقبال کبھی ساحر کبھی منٹو، کبھی شیکسپیئر اور کبھی شورش کشمیری دماغ پر حاوی رہے۔ ان خیالوں اور سوچوں میں گم دنیا و مافیہا سے بے نیاز، آخرت اور آنے والے کل سے بے خبر ذاتیات کے خول میں مست تھا کہ اچانک مجھے ایسا لگا کہ کسی عظیم ہستی نے مجھے جھنجھوڑا اور کہا اے خدا کے بندےؒ اپنے حصار اور اپنے مفاد سے نکل کر کبھی انسانیت کے لیے بھی سوچ، جو مشاہدات، تجربات تیرے ہیں، جو علم تیرے پاس ہے، جو محبت خدا اور عشق رسولؐ تیرے پاس ہے اس کو بھی بانٹ تا کہ تیرا قلب اطمینان اور سکون محسوس کر سکے، تب میرا مسئلہ حل ہو گیا، مجھے سمجھ آئی اور راستہ مل گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیشمار مرتبہ

Marfat.com

اپنے گھر اور اپنے محبوب کے گھر طلب کیا اور میرے لیے اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں ہو سکتی اور وہ تمام باتیں، حقائق، مشاہدات اور تجربات جو میں نے مختلف عالموں، فاضلوں، حاکموں، حکیموں، ظالموں، مسلمانوں اور غیر مسلموں، نیک کاروں اور بدکاروں، سیاہ کاروں، گناہگاروں، منافقوں، امیروں، غریبوں، غرضیکہ ہر اعتبار اور ہر جگہ سے جو کچھ ملا اور جس کو میں نے مناسب سمجھا اسے اپنے انداز میں اپنے دماغ، اپنی عقل سے محفوظ کر لیا۔ سب سے پہلے میں اللہ کے گھر اور اپنے پیارے محبوبؐ کے شہر مدینہ پاک کے بارے میں لکھ رہا ہوں، جب بھی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے گھر بلائے تو خدارا میری یہ کاوش ضرور ساتھ رکھیں ان شاء اللہ آپ کو ہر قدم پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہنمائی ملتی رہے گی۔ درحقیقت یہ ایسا نسخہ کیمیا ہے جو آپ کو میرے مشاہدات و تجربات کے علاوہ تاریخ کی روش پر بھی ساتھ ساتھ لے کر چلے گا، خدا تعالیٰ کی حقانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں اضافہ فرمائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ جو ہر مسلمان کے لیے لازم ہے اور آپ کے لیے حج اور عمرہ کیلئے آسانی پیدا کرے گا۔ ایک اور بات کہ اس کو آنکھوں کی روشنی کے ساتھ ساتھ دل کی نظر سے بھی پڑھیئے، تب میرے لیے خانہ خدا اور روضہ رسولؐ پر حاضری کی دعا فرما دیجئے گا۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ امت مسلمہ پر بہت بہت رحمتیں فرمائے اور بالخصوص وطن عزیز کی سالمیت اور ہمارے اندر وطنیت کو برقرار رکھتے ہوئے امن نصیب فرمائے۔

والسلام

آپ کی دعاؤں کا منتظر

مصباح الحسن ڈار

Marfat.com

پیارے پڑھنے والو!

محترم مصباح الحسن ڈار صاحب نے کمال انداز جرأتِ رندانہ سے کام لے کر پیاری پیاری باتیں ''دیارِ حبیبؐ کی یادیں'' سپردِ قلم کیا ہے۔ میں حیرت میں ڈوب جاتا ہوں جب کوئی پروانہ شمع کے گرد چکر لگاتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے پروانے ماضی، حال اور مستقبل میں ثناخوانی، حمد و ہدایت اور اپنے رشحاتِ قلم سے موتی بکھیرتے رہیں گے۔ ان پروانوں کا دامنِ امید، کرم اور خوش نصیبی سے لبریز ہوتا رہے گا۔

کسی زمانے میں، میں نے آغا شورش کاشمیری کی کتاب ''شب جائے کہ من بودم'' پڑھی تھی۔ یہ کتاب مقاماتِ مقدسہ بالخصوص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا سفرنامہ تھا۔ شورش صاحب شاعر، ادیب، صحافی اور بہت بڑے مقرر ہونے کے علاوہ کئی کتب کے مصنف بھی تھے۔ صاحب کتاب مقرر شعلہ بیان ہیں۔ ان کی کتاب فنِ تقریر نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ دیارِ حبیبؐ کی یادیں بہترین معلومات کے ساتھ سفرِ سعادت کا تذکرہ انتہائی خوبصورت انداز میں کیا جا رہا ہے یہ کتاب اہلِ دل اور اہلِ ایمان کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ مصنف نے بہترین اشعار اپنی کتاب میں آویزاں کئے ہیں۔ سجاوٹ اور تاریخی حوالہ جات جہاں ضروری تھا لکھ کر کتاب کو چار چاند لگائے ہیں۔ اللہ جل شانہ مصباح صاحب کے درجاتِ روحانی بلند فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

ریاض خلیل ریاض

علی پور، مظفر گڑھ

Marfat.com

اظہارِ رائے

مصباح الحسن ڈار خوبصورت اور دلکش شخصیت کے مالک ہیں وہ دیکھنے میں تو بڑے ماڈرن اور زمانہ کے ساتھ چلنے والے نظر آتے ہیں مگر چونکہ میرا ان کے ساتھ دیرینہ زمانہ طالب علمی کا تعلق ہے۔ پھر عملی زندگی میں آئے تو بھی ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ نہیں چھوڑا اور گاہے بگاہے ہمارے تعلقات مزید ہوتے گئے۔ میں نے شروع سے دیکھا کہ ڈار صاحب کی طبیعت دین کی طرف مائل ہے وہ بزرگان دین کی تعلیمات کا اکثر اپنے دوست احباب میں ذکر کرتے، سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے دوست احباب کا حلقہ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

وہ مختلف سرکاری اہم عہدوں پر فرائض سرانجام دیتے آ رہے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک کی سیاحت بھی کر چکے ہیں۔ مگر ان کی زندگی کا اہم موڑ اس وقت آیا جب وہ امریکہ گئے اور وہاں انہیں خانہ کعبہ کی یاد ستائی تو انہوں نے پوری کوشش کر کے سعودی عرب کا ویزا حاصل کیا اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے سعودیہ پہنچ گئے۔ ان کی روح کو وہاں جو غذا ملی اور انہوں نے جن تجلیات کا مشاہدہ کیا ان کو انہوں نے بڑی خوبصورتی سے ''دیار حبیب کی یادیں'' میں پرو دیا ہے۔ اس دوران ان کے ساتھ کچھ دلچسپ واقعات پیش آئے جن کو انہوں نے اپنی یادداشت میں محفوظ کر کے اس کتاب میں منتقل کیا ہے۔ یہ تمام حقائق، مشاہدات اور تجربات جو انہوں نے مختلف عالموں، فاضلوں، حاکموں، حکیموں، مسلمانوں اور غیر مسلموں، نیک کاروں اور بدکاروں، سیاہ،

Marfat.com

کاروں، گناہگاروں، منافقوں، امیروں، غریبوں، غرضیکہ ہر اعتبار اور ہر جگہ سے جو کچھ ملا اور جس کو انہوں نے مناسب سمجھا اسے اپنے انداز میں اپنے دماغ، اپنی عقل سے محفوظ کر لیا۔ سب سے پہلے انہوں نے اللہ کے گھر اور اپنے پیارے محبوبؐ کے شہر مدینہ پاک کے بارے میں لکھا، جب بھی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے گھر بلائے تو "دیار حبیب کی یادیں" ضرور ساتھ رکھیں ان شاء اللہ آپ کو ہر قدم پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہنمائی ملتی رہے گی۔ درحقیقت ڈار صاحب کا یہ ایسا نسخہ کیمیا ہے جو آپ کو ان کے مشاہدات و تجربات کے علاوہ تاریخ کی روش پر بھی ساتھ ساتھ لے کر چلے گا، خدا تعالیٰ کی حقانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اضافہ فرمائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، جو ہر مسلمان کے لیے لازم ہے اور آپ کے لیے حج اور عمرہ کیلئے آسانی پیدا کرے گا۔ آخر میں پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈار صاحب کتاب "دیار حبیب کی یادیں" پڑھ کر یقیناً روح کو سکون اور قرار ملتا ہے جو دوست، بھائی، بہن، بزرگ حج یا عمرہ کی سعادت کے لیے جائے اس کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے بلکہ میرے خیال میں تمام اہل اسلام کو ضرور کوشش کرنی چاہئے کہ تھوڑا وقت نکال کر اس مفید بلکہ میرے خیال میں "روح کی غذا" کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس سے یقیناً آپ کو سکون قلب نصیب ہوگا جو آج کل کے دور میں کہیں آسانی سے نہیں ملتا۔

اکمل اویسی پیرزادہ

چیئرمین ادارہ الاویس

ممبر پی این سی حکومت پنجاب

Marfat.com

اظہارخیال

مصباح الحسن ڈار کی ''دیار حبیب کی یادیں'' نہایت پسندیدہ، پاکیزہ اور جزو ایمان کی حیثیت سے علمی اور دینی موضوع ہے۔ دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں سفرنامے لکھے جاتے ہیں اور مقامات مقدسہ کے حوالے سے بھی سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں سفرنامے اور مقدس کتابیں تحریر کی جا چکی ہیں۔ جس میں ہر رائٹر نے خوبصورت اور دلکش انداز میں اپنے اپنے سفرنامے تحریر کیے ہیں جو پڑھنے والے کو ذہنی طور پر مقامات مقدسہ لے جاتے ہیں۔ مصباح الحسن ڈار بھی اس سے پہلے بہت سی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ کاوش اہل اسلام کے لیے خوبصورت تحفہ ہے جس کے مطالعہ سے ان کو روحانی سکون ملے گا۔ انہوں نے اپنے سفر مقدس کو خوبصورت الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ وہاں پر پیش آنے والے خوشگوار واقعات اور یادیں جو کسی بھی انسان کیلئے قیمتی اثاثہ ہوتی ہیں ان کو ڈار صاحب نے سادہ اور آسان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

جب انسان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ عمرہ اور حج کی سعادت حاصل کرنے جاتا ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کم سے کم دنوں میں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرے اور مقامات مقدسہ کی زیارت کریں۔ اسی لیے جب یہاں سے لوگ عمرہ کرنے جاتے

Marfat.com

ہیں تو گروپ کی صورت میں جاتے ہیں تاکہ ان کو وہاں گروپ لیڈر رہنمائی فراہم کر سکے ایسے میں اگر یہ لوگ اپنے ساتھ "دیار حبیب کی یادیں" رکھیں اور اسے پڑھ کر رہنمائی لیں تو ان کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

مجھے یہ جان کر دلی خوشی اور مسرت ہوئی کہ عزیزم مصباح الحسن ڈار کی "دیار حبیب کی یادیں" چھپنے کے لیے پریس جارہی ہے۔ یہ کام یقیناً ان کے لیے دلی سکون کا سبب بنے گا۔ مجھے جب پتہ چلا کہ یہ کتاب عزیزم اکمل اویسی پیرزادہ چیئرمین "ادارہ الاویس" لاہور اس قیمتی اور نفیس کتاب کو شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ یہ کام جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کی شفاعت کا باعث، خوشنودی کا وسیلہ ہوگا وہاں قارئین کے لیے ایک نہایت نفیس اور معیاری کتب سفرنامہ "دیار حبیب کی یادیں" بھی مہیا کرے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصباح الحسن ڈار کو اور زیادہ لکھنے اور خاص طور پر اسلامی کتب لکھنے کی توفیق اور طاقت عطا فرمائے اس کے ساتھ ساتھ اکمل اویسی پیرزادہ جو پہلے ہی اسلامی کتب کے لیے اپنے ادارہ "ادارہ الاویس" کو وقف کر چکے ہیں انہیں اللہ پاک اس کا اجر اور جزا عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کی تیاری میں جن لوگوں نے کام کیا انہیں بھی اللہ پاک اجر عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر پروفیسر خالق داد ملک
چیئرمین
شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور

Marfat.com

کون ہے؟ کون ہے؟ کون ہے...... ایسا ایمان والا

کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے پاک گھر کو دیکھنے کی تمنا موجود نہ ہو اور کون ہے ایسا مسلمان جو مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں حضور اقدسؐ کے روضہ مبارک کو دیکھنے کی خواہش تمام خواہشوں سے بڑھ کر نہ رکھتا ہو۔ اس طرح مجھ ناچیز کے اندر بھی ہمیشہ سے یہ تڑپ رہی ہے کہ کسی طرح ان پاک جگہوں کی زیارت نصیب ہو جائے لیکن عجیب اتفاق ہے کہ کچھ عرصہ قبل میرا امریکہ جانے کا اچانک پروگرام بن گیا۔ دل ہی دل میں خیال آیا کہ اس سے بڑھ کر اور کون سا موقع ہوگا کہ پہلے خدا کے گھر سے ہوتے ہوئے اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس پہ حاضری دیئے بغیر بے فیض یونہی چلا جاؤں۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ میرے ویزہ کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے یعنی مجھے ہر صورت ایک ہفتہ کے اندر اندر امریکہ میں داخل ہونا تھا ورنہ اس سرکار نے مجھے اسی جہاز سے واپس بھیج دینا تھا (جسے عرف عام میں Deport کہتے ہیں) جس سے میں نے وہاں پہنچنا تھا کیونکہ بعض قومیں جو آج ترقی کی راہ میں نہیں بلکہ ترقی کی آخری منزل تک پہنچ چکی ہیں انہوں نے قاعدے قانون عمل کرنے کے لئے

Marfat.com

بنائے ہیں مگر کچھ قومیں ایسی بھی ہیں کہ جن کے ہاں قانون تو موجود ہے مگر اس پر عمل کرنے والے کو بزدل اور قانون شکن کہا جاتا ہے لیکن امریکہ میں معاملہ پہلے والا ہے لہٰذا میں مقررہ تاریخ کے اندر نیو یارک کے کنیڈی ایئر پورٹ پر اتر گیا۔ اترتے ہی تقسیم انسانیت شروع ہو گئی کہ گرین کارڈ ہولڈر علیحدہ ہو جائیں۔ ہمارے پاس گرین پاسپورٹ تو ضرور تھا مگر گرین کارڈ نہیں تھا لہٰذا ہم اپنی لائن میں لگ کر نہایت پرسکون ماحول میں باہر پہنچ گئے۔ یہاں کچھ واقعات درج کرنے کو جی چاہ رہا ہے لیکن وہ دوسری کتاب جو امریکہ کے سفر کی روداد سے متعلق ہے اس میں لکھوں گا۔ نیو یارک کی رنگینیوں اور بلند و بالا عمارات کے اس شہر میں جہاں اپنے اپنوں کو، دوست دوستوں کو اور اہل نیو یارک اجنبیوں کو پہچاننے کی کبھی کوشش یا پھر ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کیونکہ وہاں جا کر احساس ہوتا ہے کہ وقت کے برق رفتار گھوڑے پر ہر شخص اپنے اپنے حصے کی سواری کرتا ہوا منزل کی جانب رواں دواں ہے اور ہم جیسے کام کم اور باتیں زیادہ کرنے والے تو راستے میں رہ جاتے ہیں اور پھر گھوڑے کی چھوڑی ہوئی گرد کو چھپانے میں لگ جاتے ہیں۔۔۔ارے میں کس بحث میں پڑ گیا ہوں۔ کچھ عرصہ بعد واشنگٹن ڈی سی (امریکہ کا دارالحکومت) پہنچ گیا۔ جہاں میرا نہایت ہی پیارا سینئر رہنما دوست چودھری عباس رہتا تھا۔ (یونیورسٹی میں ہم

Marfat.com

ساتھ ساتھ ایک مدت تک اکٹھے رہے تھے۔) جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت بخشی ہے اور وہ آج کل ایک یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں، وہاں جا کر مجھے پھر خیال آیا کہ کیوں نہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرلوں۔ تب میں نے نیو یارک میں اپنی نہایت شفیق خالہ نشاط صاحبہ کے گھر فون کر کے ان سے ٹکٹ کے متعلق بات کی مگر ٹریول ایجنٹ نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے تو میں نے واشنگٹن میں ہی عباس صاحب سے بات کی اور ان کے دوست جو ایک نہایت نیک دل انسان تھے اور نام ان کا ثناء چودھری تھا ہر وقت دوسروں کی مدد کیلئے تیار رہتے تھے لہٰذا انہوں نے ایک ٹریول ایجنٹ سے بات کی چنانچہ انہوں نے ہمیں دوسرے دن دفتر بلا لیا۔ ہم وہاں گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ کو ایک علیحدہ ٹکٹ بنانا پڑے گی۔ میں نے بغیر سوچے سمجھے ہاں کر دی کہ آپ ٹکٹ دیں خواہ اس کی قیمت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے ٹکٹ بنا دیا تب اگلا مرحلہ جدہ شریف کا ویزہ لگوانا تھا یہاں ایک دلچسپ بات بتاتا چلوں کہ امریکہ میں اگر آپ کو عمرہ کیلئے جانا ہے تو پہلے آپ کو پاکستان کے سفارتخانے سے اپنے مسلمان ہونے کی تصدیق کروانا پڑتی ہے۔ میں پریشان ہو گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اس دیارِ غیر میں نجانے مسلمان ہوتے ہوئے بھی مجھے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں کیونکہ اگر کسی تندرست شخص کو ڈاکٹر پاگل کہہ دے تو وہ لاکھ کوشش کر لے وہ کبھی بھی پاگلوں کی

Marfat.com

لسٹ میں سے نہیں نکلتا' چنانچہ میں اس تذبذب میں تھا کہ عباس صاحب نے کہا ''آپ وہاں قاضی صاحب کو جا کر ملیں۔'' میری جان میں جان آئی کہ چلو کوئی تو جاننے والے ملے۔ میں وہاں پہنچا تو وہ سیٹ پر موجود نہ تھے۔ غالباً کوئی دوسرا شخص وہاں موجود تھا۔ اس نے میرا انٹرویو لینا شروع کر دیا میں نے کہا کہ جناب کلمہ شریف تو سن لیں میں نے کلمہ شریف پڑھ دیا تب ان سے کہا ''اس سے بڑھ کر میرے پاس کوئی ثبوت مسلمانی نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر اب تم نے مزید سوال کئے تو میں جواب نہ دوں گا۔ ابھی میں نے بات ختم نہ کی تھی کہ قاضی صاحب تشریف لے آئے بڑے نیک دل اور خلیق انسان ہیں۔ انہوں نے مجھے چائے پلائی۔ مختلف موضوعات پر گپ شپ ہوتی رہی اور پھر چند منٹوں میں مجھے سرٹیفکیٹ جاری کر دیا پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ سچی بات کو منوانا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔

اس کے فوراً بعد خوشی خوشی سعودی سفارتخانے گیا۔ وہاں ویزا آفیسر ایک خاتون تھی اس نے پہلی ہی بات میں میرے پاؤں تلے سے زمین نکال دی۔ اس نے تلخ انداز میں کہا کہ جناب آپ پاکستان سے آئے ہیں ناں تو ویزہ اسی ملک سے لینا ہوتا ہے جس کا وہ شہری ہو لہٰذا ہم آپ کو ویزہ نہیں دیں گے۔ ایک لمحہ کیلئے تو میں اپنے اوسان کھو بیٹھا مگر دوسرے ہی لمحے اندر سے مجھے کسی غیبی

Marfat.com

قوت نے جھنجھوڑا اور میں نے کہا کہ میڈم میں مسلمان ہوں اور تمام دنیا میرا ملک ہے۔ یہ میرا مذہبی حق ہے لہٰذا میں ہر صورت عمرہ کرنے جاؤں گا اور میں آپ کی ایمبیسی سے واپس نہ جاؤں گا۔ جب اس خاتون آفیسر نے میرے لہجے میں کچھ سختی دیکھی تو میرا پاسپورٹ اور کاغذات وغیرہ لیکر اندر چلی گئی وہ شاید اپنے سے سینئر آفیسر سے اس کے متعلق بات کرنے گئی ہوگی۔ دوسری طرف میں نے دل میں مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ خواہ مجھے قید کردیا جائے میں ہر ممکن ویزہ لگوانے کی کوشش کروں گا۔ بیس منٹ بعد وہ خاتون آفیسر واپس آئیں اور مجھے ایک ماہ کا ویزہ لگا دیا میں نے شکریہ ادا کیا اور واپس آکر تیاری شروع کردی۔ حالات کی ستم ظریفی دیکھیں کہ پھر امریکہ سے میری ٹکٹ Ok نہ ہو سکی۔ واپس آنے کے لئے دس پندرہ دن گزر گئے میرا ارادہ کچھ عرصہ مزید امریکہ میں رہنے کا بن گیا۔ کچھ عرصہ بعد میں عمرہ کا ویزہ لگوانے کیلئے سعودی ایمبیسی گیا تو وہاں خاتون دوبارہ مجھے ملیں اور میرا پاسپورٹ دیکھ کر کہنے لگی کہ پہلے ہم نے آپ کو بڑی مشکل سے ویزہ دیا تھا اب دوبارہ آپ آگئے ہیں لہٰذا 'I am so sorry' آپ واپس تشریف لے جائیں۔ بہرحال کچھ دیر بحث کے بعد میں نے اس خاتون کو راضی کرلیا کہ اس بار میں ہر صورت وہاں جاؤں گا لہٰذا اس نے میری معصومیت پر یقین کرتے ہوئے ایک ماہ کا ویزہ لگا دیا۔ یہاں مجھے عبدالعزیز

Marfat.com

خالد کا یہ شعر یاد آیا:

جو مقدر میں ہے ملے گا وہی
کیوں دل نامراد نالاں ہے

اب میں امریکہ کی سڑکوں پر پھرتے پھرتے اس سڑک پر پہنچ گیا جہاں دنیا کی سپر پاور کا ہیڈ کوارٹر وائٹ ہاؤس تھا اور اس کے سامنے چند انسان سرد راتوں میں برف باری کے موسم میں احتجاجاً ہوم لیس پیپل کے بڑے بڑے بورڈ اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ یہاں اور کچھ نہیں لیکن ایک بات اہم اور حیرت انگیز تھی کہ دنیا کی سپر پاور کے صدر کے گھر کے سامنے ایک آدمی بھی اپنے دل کی تمام باتیں جو اس کیخلاف ہوں سرعام پیش کرسکتا ہے۔ ایک ظرف ہم ہیں کہ سچی گواہی دیتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں بلکہ دیتے ہی نہیں۔ میری فلائٹ کی کنفرمیشن امریکہ سے مصر اور مصر سے جدہ تھی لہٰذا میں بغیر کوئی وقت ضائع کئے امریکہ کی رنگین فضا سے خود کو آزاد کرانے کے بعد مصر کے شہر قاہرہ جا پہنچا۔ یہاں میں مصر کے متعلق کوئی بات نہ کروں گا کیونکہ میری ایک کتاب ''حسن کا شہر مصر'' بہت جلد مارکیٹ میں آرہی ہے۔ اس میں تفصیل سے تمام حالات و واقعات درج ہیں۔ بہرحال قاہرہ سے میں نے احرام باندھ لیا اور جدہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہمارے ایئر کرافٹ نے حرکت شروع کر دی۔ دل میں خوشیوں کا سمندر موجزن تھا۔ احرام

Marfat.com

دراصل دو ان سلے کپڑے کے پیس ہوتے ہیں جو مجھے امریکہ سے ہی عباس صاحب نے ساتھ جا کر احتیاط سے لے دیئے تھے کہ کہیں وقت کی کمی کے باعث میں مصر میں احرام نہ خرید پاؤں۔ میں نے ایسا لباس پہنا تو مجھے محسوس ہوا کہ جیسے میں دنیا کی لذتوں سے بے نیاز ہوئے جا رہا ہوں۔ لطف آ رہا تھا کہ صرف دو سفید کپڑے میرے تن پر تھے اور میں یہ نیت کر رہا تھا اے اللہ میں عمرے کیلئے حاضر ہوا اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَ بَارِکْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

(اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اسے میرے لئے آسان بنا اور قبول فرما اور اسے درست طریقے سے ادا کرنے کی توفیق دے اور اس میں برکت پیدا فرما۔)

ساتھ ہی میں نے تلبیہ کا ورد شروع کر دیا۔ تلبیہ پڑھنا دراصل اللہ تعالیٰ کی حقانیت کا اعتراف کرنا ہے اور تمام دنیاوی باتوں کو بھلا کر اس ذات اور اس کا ذکر کرنا ہے جس نے انسان کو کائنات میں بھیج کر اشرف المخلوقات کے بلند و بالا مقام پر فائز فرمایا۔ تلبیہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ۔ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ

Marfat.com

لَکَ وَالْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں۔ یا اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں، سب تعریفیں تیرے لئے ہیں اور سب نعمتیں تیری ہی عطا کی ہوئی ہیں۔ بادشاہت تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

میں جوں جوں ان مقدس کلمات کا ورد کر رہا تھا خدا کی قسم میرے اندر ایک جذباتی کیفیت جنم لے رہی تھی۔ میں آس پاس کے ماحول، جہاز کے عملہ اور مسافروں سے بے نیاز ہو گیا تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہونے لگا کہ مجھ جیسا ناچیز اور عاجز دربار خدا میں حاضر ہے اور اپنی کوتاہیوں پر شرمندہ ہو رہا ہے۔ زبان پر یہی الفاظ تھے۔ یا رب! مجھے معاف فرما اور جی یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح جہاز کی سپیڈ بڑھ جائے اور میں منٹوں کی بجائے سیکنڈوں میں خانہ خدا کے اندر پہنچ کر اپنی تمام زندگی کی غلطیوں پر نادم ہو جاؤں اور اپنے پیارے رب کی حقانیت اور بڑائی رو رو کر بیان کروں۔ میرے دل میں ہزار ہا وسوسوں اور تمناؤں نے قلیل وقت میں جنم لے لیا لیکن میری زبان پر صرف اور صرف تلبیہ کے الفاظ ہی تھے کہ آج میں اس گھر کی جانب جا رہا ہوں جسے صدیوں پہلے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تعاون سے تعمیر فرمایا۔ کیسا پاک وہ شہر ہے، جس کے بارے میں نبی آخر الزماں ﷺ فرما رہے ہیں

Marfat.com

کہ ''نہ اس میں کوئی کانٹا یا تنکا توڑا جا سکتا ہے۔ نہ شکار کیا جا سکتا ہے۔ نہ کوئی گری ہوئی چیز اٹھائی جا سکتی ہے' پوچھنے والے نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اذخر خوشبودار گھاس کو کہتے ہیں یعنی وہ بھی نہیں اٹھائی جا سکتی' جس کی لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں سوائے اذخر کے'' میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ امت مسلمہ کو کیا ہو گیا ہے کہ ان کے آپس کے جھگڑے ختم ہوتے ہیں اور نہ ہی قوت ایمانی کے اس جذبہ سے سرشار ہیں کہ اگر دنیا کے کسی خطہ میں کسی بھی مسلمان کو کوئی تکلیف یا دکھ پہنچے تو ہمیں دوسرے کونے پر اس کی تکلیف کا درد محسوس ہو۔ شاید ہم نے اپنے ایک خدا تعالیٰ کی اطاعت کو چھوڑ کر کئی دنیاوی آقاؤں کی پیروی شروع کر دی ہے جس سے رسوائی کے سوا اور کوئی چیز ہمیں نہیں ملی ہے۔ ابھی یہ باتیں سوچ رہا تھا کہ ایک دم سے جہاز رکا اور ہم جدہ ایئرپورٹ پر تھے۔ موسم وہاں بڑا خوشگوار تھا لیکن ہلکی سردی محسوس ہونے لگی۔ سردی کو دور کرنے کیلئے جہاز کے اندر جو کمبل ہوتا ہے وہ اوپر لیا اور یوں ہی نیچے اترنے لگا کہ ایک خاتون نے مجھے روکا اور کہنے لگی کہ یہ کمبل اتار دو۔ میں نے کہا کہ خواتین تو بڑی رحم دل ہوتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ سردی کافی ہے۔ اس نے کمبل کا ایک کونہ پکڑا اس پر Egypt Air Line کی لگی ہوئی مہر مجھے دکھا دی اور کہا مجھے تمہاری جوانی پر ترس آ گیا تھا۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ تمہارے ہاتھ اسی الزام

Marfat.com

میں کاٹ دیئے جاتے جس کا مجھے تمام عمر پچھتاوا رہتا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ ہر کہنے والے کی بات سن لینی چاہیے ہوسکتا ہے اس میں بھلائی ہو۔ تب میں نے اسے فوری طور پر اتار پھینکا اور کھلی فضا میں آ گیا۔ جہاں کافی ٹھنڈ تھی۔ نہ جانے کس قوت، جوش اور محبت نے میرے اندر اتنی زبردست حرارت پیدا کر دی کہ مجھے سردی کا احساس تک نہ ہوا اور خوشی خوشی بھاگتا ہوا اپنا پاسپورٹ وغیرہ چیک کروانے والی لائن میں لگ گیا۔

شب وصل کیا مختصر ہو گئی
کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی

کسٹم حکام سے فارغ ہو کر میں اب جدہ ایئرپورٹ کے بیرونی حصہ میں پہنچ گیا۔ نہایت خوبصورت اور دلکش نظارہ تھا۔ مختلف شکلوں کے، مختلف رنگوں کے اپنی اپنی بولی بولنے والے، بڑے بوڑھے، مرد و زن اور چھوٹے بچے احرام باندھے ہوئے مختلف گاڑیوں کی طرف رواں دواں تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور مختلف اقسام کی گاڑیاں لیے ہر شخص کو حرم، حرم، جدہ یا مدینہ، مدینہ کہہ کر اپنی طرف راغب کر رہے تھے۔ جس نے جس مقام پر جانا تھا اسی جانب چلا جاتا۔

رات کے دس بجے کا وقت ہو گا۔ بھوک محسوس ہوئی، ہوٹل کی جانب بڑھا جو کہ جدہ ایئرپورٹ کے اندر ہی موجود تھا۔ چائے کو جی چاہا مگر دل اور پاؤں نے

140009

Marfat.com

اس کا ساتھ نہ دیا اور میرا رخ بجائے ہوٹل کے گاڑی کی جانب ہو گیا کیونکہ اب تو دل کی یہ تمنا تھی کہ وقت محدود ہو جائے اور آنکھ جھپکتے ہی میں خدا کے پاک گھر میں پہنچ جاؤں۔ ویسے بھی وہاں پہنچ کر کم از کم مجھ جیسا عاجز اس خیال میں گم ہو جاتا ہے کہ زندگی کا کیا پتہ سانس آئے نہ آئے۔ اس لئے ہر کام چھوڑ کر جلد از جلد خانہ خدا پر حاضر ہو جائے اور یہی سب سے بڑی بات ہے جس کا اس جہاں میں کوئی نعم البدل نہیں۔ کچھ لوگوں کے عزیز و اقارب انہیں لینے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ یہ ان کا نام بڑے آرٹ کارڈ پر لکھ کر ایئر پورٹ پر گھوم پھر کر انہیں تلاش کر رہے تھے۔ مجھے جناب عباس صاحب نے امریکہ سے چلتے وقت چند دوستوں کے نام، ایڈریس اور فون وغیرہ دیئے تھے کہ ان سے جا کر رابطہ کر لوں۔ وہاں تو میں نے ان سے ایڈریس لے لئے لیکن یہاں جب میں جدہ ایئر پورٹ پر پہنچا تو دل نے کہا کہ کتنا عجیب شخص ہے کہ خدا کے گھر جا رہا ہے اور سہارے لوگوں کے ڈھونڈتا ہے۔ میں نے اسی وقت تمام ایڈریس ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ کر دیئے کہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے گھر بلایا ہے۔ میں اپنے رب کا مہمان ہوں مجھے تو کسی دوست کی جانب نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا ہے کیونکہ میرے رب سے بڑھ کر اس جہان میں میرا کوئی خیر خواہ نہ ہے۔ میں بھاگتا ہوا ایک کار کی جانب گیا۔

Marfat.com

یہاں بہت بڑی کاریں عام استعمال میں ہیں۔جدہ مکہ مکرمہ سے 45 میل پر واقع ہے۔رات کی تنہائی میں دور دور تک روشنیاں بکھر رہی تھیں۔ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا موسم میں خنکی کا پتا دے رہی تھی۔سڑک شفاف شیشے کی طرح بل کھاتی ہوئی ادھر سے ادھر نیچے سے اوپر اپنی منزل کی طرف ہماری گاڑی نہایت برق رفتاری کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔یوں لگ رہا تھا جیسے وقت تھم گیا ہے کیونکہ ہمارے اشتیاق دیدار میں حدت پیدا ہو گئی تھی لہٰذا جی چاہتا تھا کہ آنکھ بند ہو کر کھلنے نہ پائے کہ خدا کا گھر میرے سامنے ہو۔ہم بار بار ڈرائیور سے پوچھتے کہ کتنا فاصلہ باقی ہے۔وہ عربی تھا۔ہاتھ کے اشارے سے ہمیں سمجھانے کی کوشش کرتا اور منہ سے بولتا جاتا پھر اچانک اس نے کہا حد حرم۔ہم پکار پکار کر لبیک کہنے لگے۔چند ہی لمحوں کے بعد ہمارے سامنے مکہ مکرمہ کا پاک شہر کہ جس میں امام الانبیار حمتہ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کا پرچار شروع کیا تھا۔جہاں آپؐ نے لا الٰہ الا اللہ کہہ کر تمام باطل قوتوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے توڑتے ہوئے بے شمار خداؤں کو چیلنج کیا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہ ہے۔تمام عبادات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔میں کبھی اس شہر کو دیکھتا تھا کبھی اپنے آپ پر نظر ڈالتا تھا اور لمبے لمبے سانس لیتا رہا کہ اس شہر کی ہوا میں میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سانس لیتے رہے ہیں کیوں نہ میں زیادہ سے زیادہ سانس

Marfat.com

لے کر اپنے اندر اس کی پاک ہوا کو داخل کرلوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے وہ دعا یاد آئی:

اَللّٰهُمَّ فْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

یااللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

میں یہاں ایک بات آپ سے شیئر کرنا چاہوں گا کہ میرے والد محترم مرحوم (اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے' آمین) نے کبھی عمرہ یا حج نہیں کیا اور نہ ہی کبھی سعودی عرب گئے۔ وہ کوئی چوبیس گھنٹے عبادت بھی نہیں کیا کرتے تھے بلکہ وہ پینٹ کوٹ ٹائی لگانے والے کلین شیو تھے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد ایک رات میں سونے کی کوشش کر رہا تھا یعنی سونے اور نہ سونے کی کیفیت میں تھا یعنی اسے نیم خوابی کہہ لیں کہ میں نے دیکھا کہ میرے والد محترم مجھے جدہ ایئر پورٹ سے کار میں بٹھا کر پانچ سیکنڈ میں خانہ کعبہ میں لے گئے۔ اب ہوش کی بات تھی کہ میں نے ان سے سوال کیا کہ ڈیڈی یہ تو تقریباً ایک گھنٹے کا سفر ہے آپ اتنی جلدی کیسے مجھے خانہ کعبہ لے آئے ہیں تو انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ میں شارٹ کٹ جانتا ہوں' سبحان اللہ۔ پھر اس کے بعد میں نے والد محترم کے لیے بھی عمرہ ادا کیا۔ میں جب دعا مانگتا جا رہا تھا جو مجھے عربی میں یاد تھی وہ پڑھتا رہا اور جو نہ تھی وہ اردو میں ہی پڑھتا رہا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تو تمام زبانیں جانتا ہے۔ اصل میں نیت ہی ہے جو انسانوں کو خدا تعالیٰ کے قریب اور دور کرتی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

ہم پر سب سے بڑا احسان خداوندوقدوس کا یہ ہے کہ اس نے ہمیں مسلمانوں کے گھروں میں پیدا کیا اور یوں ہم پیدائشی مسلمان ٹھہرے ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ اگر ہمیں بھی امتحانات میں ڈالا جاتا تو جیسی ہماری عادتیں ہیں تو شاید ہم کامیاب نہ ہو پاتے اور جنت کی بجائے دوزخ ہی ہمارا مقدر ہوتی اور ہاں ہمارے اعمال اب بھی کوئی قابل فخر نہیں ہمیں بس خدا کا اس کی شان کے مطابق شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم کلمہ گو ہیں اور خدا کے سوا کسی اور کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ میں یہی سوچ کر لبیک کا ورد کرتا چلا جا رہا تھا:

مسلسل ایک ہی تصویر چشم تر میں رہی
چراغ بجھ بھی گیا روشنی سفر میں رہی
ہمارے نام کی حقدار کس طرح ٹھہرے
وہ زندگی جو مسلسل تیرے اثر میں رہی

میں ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ بندہ ناچیز تیرے کنٹرول میں کیا ہے جو تو اتنا اتراتا پھرتا ہے زمین پر اکڑ کر چلتا ہے تو نہ تو اپنی مرضی سے سانس لے سکتا ہے نہ

Marfat.com

تو اپنی مرضی سے مرسکتا ہے نہ جی سکتا ہے:

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

پھر تو نے جہان فانی میں اتنے فتنے کیوں برپا کئے ہوئے ہیں۔ ہر وقت اس دھن میں رہتا ہے کہ تو کسی طرح اقتدار حاصل کر لے' دولت کے انبار لگا لے۔ شاید قارون کا خزانہ بھی تیری دولت دیکھ کر شرمائے۔ شہرت تیرے گھر کی باندی ہو۔ آخر تو کیا ہے؟ تو شیطان تو نہیں' تو حیوان تو نہیں' پھر تو انسانیت کا قاتل کیوں بنا ہوا ہے۔ پھر کیوں تیرے اندر فرعونیت آئی ہوئی ہے۔ کیوں ہر چیز کو تکبر اور غرور سے دیکھتا ہے۔ اپنے مفادات کے لئے ہر ایک کی قربانی کو جائز سمجھتا ہے۔ ہر ایک کو فتح کرنے اور اپنی ملکیت بنانے کا جنوں کیوں سوار ہے؟ تیری حقیقت کیا ہے؟ تیری اوقات کیا ہے؟ تو مجھے سورہ رحمٰن یاد آئی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔'' ابھی میرے ذہن میں مندرجہ بالا سوالات کے جوابات اور جوابات کے سوالات آتے جا رہے تھے کہ بیت الحرام آ گیا۔ مجھے علامہ اقبال کا وہ شعر یاد آیا:

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

Marfat.com

یہاں بتاتا جاؤں عمرہ ہے کیا' مخصوص شرطوں کے ساتھ خانہ کعبہ جا کر مخصوص اعمال کی ادائیگی کا نام عمرہ ہے۔ یہ پورے سال میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔ ایسی عبادت ہے جو صحت مند' دولت مند پر واجب ہے۔ غربت میں یا کسی سے قرض لے کر ادا کرنے والوں پر واجب نہیں۔ عمرے کی کچھ شرائط بھی ہیں یعنی کہ مسلمان ہونا دولت مند ہونا' بالغ ہونا (بچے بھی حج یا عمرہ کر سکتے ہیں) عورت کے لیے محرم کا ساتھ ہونا اور اسی طرح تین ارکان بھی ہیں' احرام باندھنے کے بعد نیت

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرہ طواف کعبہ اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

کچھ چیزیں احرام میں منع ہیں یعنی جماع اور اس کے متعلق گفتگو' نکاح کرنا یا پیغام بھیجنا' لڑائی جھگڑا' ناخن کاٹنا' خوشبو لگانا' تمام گناہ' مردوں کے لیے سلا ہوا کپڑا پہننا' سر پر ٹوپی یا پگڑی' عورت کا نقاب یا دستانے پہننا۔

بزرگوں سے سنا تھا کہ جب خدا کے گھر پر پہلی نظر پڑے تو جو دعا مانگی جاتی ہے وہ پوری ہوتی ہے۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور ٹکٹکی باندھ کر ہر وہ چیز مانگ لی جو میں مانگ سکتا تھا ویسے بھی خدا مانگنے والوں کو پسند کرتا ہے مگر اس کی ذات اقدس سے نہ کہ اس کی تخلیق کردہ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو اور اپنے خالق کی بجائے اسی کو اپنا رازق، مالک اور آقا سمجھ بیٹھے۔ اسی لئے تو خدا تعالیٰ نے

Marfat.com

واضح کر دیا ہے:

''عزت اور ذلت میرے ہاتھ میں ہے۔'' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رب جلیل جس کو عزت دینا چاہے' پوری کائنات اگر اس کی مخالف اور دشمن بن جائے وہ اس پر ذرہ بھر کمی نہ کر سکتی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ذلت کی گہرائیوں میں دھکیلنا چاہے اس کو کوئی ایسی قوت نہ ہے جو بچا سکے۔ کعبہ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی حقانیت' دبدبہ' جلالت اور عظمت کا ایسا احساس پیدا ہوا کہ خدا کی قسم دنیا کی کسی چیز کو دیکھ کر کبھی ایسا محسوس نہ ہوا تھا۔ چاروں اطراف خوبصورت لکھائی میں کندہ صحابہ کرام کے ناموں پر دروازوں کے نام رکھے ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر ایسا منظر بنتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ بندہ دیدار ہی کرتا رہے۔ مساوات کا عملی مظاہرہ اگر دیکھنا ہے تو اہل دنیا طواف کا منظر دیکھ لے تو شاید جو بڑے بڑے ممالک جو نعرہ سیکولرازم اور کمیونزم کا لگاتے ہیں انہیں تھوڑا سا سبق مل سکے کہ مساوات اسے کہتے ہیں کہ ایک ہی انداز میں ایک ہی لباس میں ایک ہی آواز میں اور ایک ہی طریقہ کے ساتھ حاکم اور محکوم' گورے اور کالے مرد و زن اس کے گھر کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اگر کوئی حاکم ہے' دولت مند ہے تو اس نے بھی دو چادریں باندھی ہیں۔ غریب اور مسکین کا لباس بھی اس گھر میں وہی ہے:

Marfat.com

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر آنے والوں کو خواہ حج اصغر کریں یا حج اکبر پہلا سبق اور پہلی شرط مساوات کی عائد کر دی یعنی اس کے بغیر آپ خواہ کتنے ہی عمل نہایت پابندی کے ساتھ کریں' سب بے سود۔ سارا کچھ دیکھ کر میں چند لمحوں کے لئے سکتے میں آ گیا۔ مجھے اپنے دیس کا منظر نظر آیا جہاں عہدہ اور دولت دیکھ کر شادی کی جاتی ہے۔ جہاں اپنے سے کم تر کو خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو' ماننے سے انکار کیا جاتا ہے' جہاں مال دار کو عقل مند' پڑھے لکھے کو بے عقل کہا جاتا ہے۔ جہاں ہر چیز کو زیورات کی طرح تولا جاتا ہے' پرکھا نہیں جاتا۔ جہاں صاحب مال کو اعلیٰ وارفع اور غریب کو بھکاری سمجھا جاتا ہے۔ جہاں قیمتی لباس پہننے اور بڑی گاڑی رکھنے والوں کو عزت دی جاتی اور عام لباس والے کو فقیر تصور کیا جاتا ہے۔ جہاں صاحب اقتدار کے اشارے پر مظلوم کو ظالم بنا دیا جاتا ہے۔ جہاں دولت مند وہ چیز خرید لیتا ہے جس کو عزت کہا جاتا ہے۔ جہاں قلم کار کی قلم بھی خود نہیں بلکہ طاقتور کے کہنے پر اسی طرح چلتی ہے جیسے وہ چاہتے ہیں۔ جہاں طبقاتی تفریق کو باعث عزت سمجھا جاتا ہے۔ جہاں مسجدوں میں بھی ایک خاص طبقہ کو پہلی صف میں کھڑا کرنے کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے لیکن پھر بھی ہم

Marfat.com

مسلمان ہیں اور خدا تعالیٰ نے اپنے گھر میں مساوات اپنا کر داخل ہونے کی شرط لگائی تا کہ حج یا عمرہ پر آنے والا بادشاہ ملک ہو یا ایک عام شہری، سب ایک ہی لباس پہن کر اور ایک ہی طرح طواف کرتے ہیں۔ میں دعا کرتا رہا یا اللہ ہمیں بھی مساوات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ میں نے دایاں شانہ کھول کر ننگا کر کے طواف کی نیت کی اور ذرا سا دائیں جانب چلا تو حجرِ اسود کے سامنے پہنچ گیا:

کہاں تھے یہ نصیب اللہ اکبر حجر اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حجر اسود کعبہ شریف کے جنوب مشرقی کونے میں زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی بلندی پر ایک سیاہ پتھر نصب ہے جس کے اردگرد چاندی کا خوبصورت حلقہ بنا ہوا ہے۔ طواف اسی سے شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ختم کیا جاتا ہے۔ حکم بھی یہ ہے کہ جب انسان طواف کا آغاز کرے تو پہلے حجر اسود کو بوسہ دے اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور سے اشارہ کرے اور طواف شروع کر دے۔ جب چکر پورا ہو جائے تو پھر اسے بوسہ دے یا ہاتھ سے اشارہ کرے اور اسے چوم لے اس طرح ہر چکر پر ایسا ہی کرے اسے استلام کہتے ہیں۔

حجر اسود سے آغاز طواف کرنا واجب ہے اس لئے کعبہ شریف کے کسی اور حصے اور جگہ سے طواف شروع نہیں کر سکتے۔ اسی لئے حجر اسود کی سیدھ میں فرش پر

Marfat.com

کالے سنگ مرمر کی ایک لمبی لکیر یا پٹی بنائی گئی ہے تا کہ جو لوگ حجر اسودؓ سے دور ہوں وہ اس کالی پٹی سے طواف شروع کر سکیں۔ میں اس کالی پٹی سے دو قدم پیچھے کھڑا ہو گیا اور کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھنے لگا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی

(اے اللہ میں تیرے حرمت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں۔ یہ عمل میرے لئے آسان بنا دے اور میری طرف سے اسے قبول فرما۔ میں خالص اللہ کی رضا کیلئے اس کے پاک گھر کے سات چکر لگانے کی نیت کرتا ہوں)

یہ پتھر کہاں سے آیا؟ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنْ حِجَارَۃِ الْجَنَّۃِ (فاکھی 84)

(حجر اسود جنت کا پتھر ہے)

حجر اسود کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ شریف کیساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے۔ اس وقت میں نے آپ سے اپنے کانوں سے سنا:

اَلرُّکْنُ وَ الْمَقَامُ یَاقُوْتَتَانِ مِنْ یَوَاقِیْتِ الْجَنَّۃِ

Marfat.com

(حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے دو یاقوت ہیں)

تاریخ بتاتی ہے کہ جنت کا یہ پتھر جب یہاں نصب کیا گیا تھا تو اس کا رنگ سفید تھا۔ حضرت عامر بن واصلہ بیان کرتے ہیں' میرے دادا نے بتایا:

رَأَیْتُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ اَبْیَضَ وَکَانَ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّةِ اِذَا نَحَرُوْا لَطَخُوْہُ بِالْفَرْثِ

میں نے خود حجرہ اسود کو دیکھا ہے وہ سفید تھا مگر جہلاء کے کرتوتوں نے اسے کالا کر دیا وہ یوں کہ جب بھی قربانی دیتے تو خون اور گندگی اس پر مل دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے اس بات کی تصدیق یوں کی ہے:

وَکَانَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ الثَّلْجِ حَتّٰی مَسْوَدَّةٌ خَطَایَا اَھْلِ الشِّرْکِ

حجرہ اسود برف سے زیادہ سفید تھا' مگر اہل شرک کی نامناسب حرکتوں اور خطاؤں نے اسے کالا کر دیا۔ ایک شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے:

مجھ کو بھی اطاعت کی خدائی دے
خاک کے ڈھیر کو نمردو بنانے والے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گندے مرد اور ناپاک خواتین بھی حجرہ اسود کو چھونے سے باز نہیں آتے تھے۔ شرک اور جہالت کی پیداوار ہونے

Marfat.com

کی وجہ سے انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ یہ ایک مقدس اور بہشتی پتھر ہے اور اسے ناپاک حالت میں چھونا اور چومنا جائز نہیں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس حساس پتھر نے سیارہ رنگ اختیار کرلیا۔ اس جنتی پتھر کو دیکھنے کی خواہش مند مخلوق اس قدر زیادہ تھی کہ پتھر تک پہنچنا تو درکنار اسے دیکھنا بھی ناممکن دکھائی دیتا تھا اور مجھے لگتا تھا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں کہ میں اس پاک پتھر کو پہلی ہی دفعہ بوسہ دے سکوں گا؟ کیونکہ وہاں ہر ایک کی خواہ وہ بوڑھا ہے یا جوان، بچہ ہے یا بڑا مرد ہے یا عورت اولین خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس پتھر کو بوسہ دینے میں کامیاب ہو جائے۔ جس کو ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاک ہونٹوں سے بوسہ دیا تھا۔ یہ بتاتا چلوں کہ خانہ کعبہ کے چاروں کونوں میں سے ایک جہاں یہ نصب ہے میں اللہ کا نام لے کر ہجوم کو چیرتا ہوا غلاف کعبہ کی رسیوں کا سہارا لیکر حجر اسود کے قریب پہنچ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک گروپ آیا اور اس قدر زور سے لوگوں کو دھکیلا کہ وہ حجر اسود کے بالکل قریب تھے نجانے کتنے دور ہوگئے، مگر مجھ کمزور سے بندہ میں نجانے کہاں سے غیبی قوت پورے بدن میں سرایت کرگئی کہ میں حجر اسود کو بوسہ دینے کیلئے منہ اندر لے گیا اور یوں پہلی ہی کوشش میں ایسے پاک پتھر کو چومنے میں کامیاب ہی نہیں بلکہ خوب خوب چومتا رہا اور یوں میری خوش قسمتی تھی کہ پہلے ہی چکر میں استلام یعنی حجر اسود کو بوسہ دینے

Marfat.com

کا موقع مل گیا اور ساتھ میں یہ ورد کرتا رہا۔

بسم اللہ' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ' اللہ اکبر' اللہ اکبر

یہاں ایک بات اور بھی بتاتا جاؤں کہ کچھ عرصہ پہلے میں سری لنکا گیا تو مجھے ایک پتھر بڑا خوبصورت لگا ویسے بھی جہاں کوئی اچھی چیز ملے لے لینی چاہئے میں نے خرید لیا اگرچہ وہ مہنگا تھا اور مجھے اپنے ملک کی مہنگائی بھی یاد آئی جہاں ہر چیز سستی ہے مگر مہنگائی ہی مہنگائی ہے۔ وہ پتھر جب میں نے انگوٹھی کی شکل میں بنوانا چاہا تو ہر دیکھنے والے نے کہا کہ یہ بہت خطرناک پتھر ہے۔ اسے نیلم کہتے ہیں۔ کیا تمہارے ستارے کے ساتھ ملتا ہے' یا پھر حساب کتاب تم نے لگوایا ہے یہ تو بڑی جلدی اپنا اثر دکھاتا اور بہت زیادہ نقصان کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ باقاعدہ جب میرا منہ اس خول کے اوپر رکھا مجھے یہ باتیں یاد آئیں۔ میں نے فوراً اپنی انگوٹھی اور بالخصوص اس میں لگا ہوا پتھر اچھی طرح حجر اسود کے ساتھ رگڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس کی خوفناکی تو ختم ہوئی اور اگر یہ پتھر جس کے بارے میں جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ خطرناک ہے مجھے اس سے کوئی ڈر یا غرض نہیں۔ ہو سکتا ہے یہ ایسا ہو۔ گو میری عقیدت نے شک کو دور اور ایمان کو مضبوط کر دیا۔

دنیا کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے باشندوں کو اپنے رب عظیم کے سامنے اس قدر ذوق و شوق اور فرط محبت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر مجھے سورۃ البقرہ

Marfat.com

کی یہ آیت یاد آ گئی:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

آپ کے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنایا ہے' زمین میں ایک نائب کیا تو دیکھے گا اس میں جو شخص فساد کرے اور خون اور ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں' تیری پاک ذات کو' فرمایا! مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اس میں کوئی شک نہیں کہ رب کعبہ بولتا ہے وہ بین اسی طرح ہوتا ہے جس طرح وہ بیان کر رہا ہوتا ہے۔

اس منظر کو دیکھ کر جب توحید کے پروانے دیوانہ وار لبیک اللھم لبیک کا ورد کرتے ہوئے روتے گڑگڑاتے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگتے ہوئے اللہ کے گھر کا طواف کر رہے ہوتے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر فرشتے پکار اٹھتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! آج ان آیات کا مطلب ہم پر واضح ہو گیا ہے۔

ایسا پر کیف نظارہ میں نے زندگی میں نہیں دیکھا کہ مرد' عورت' بوڑھے اور معصوم بچے اکٹھے ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے ہیں کہ کسی کا دھیان کسی کی طرف نہیں ہوتا۔ کسی کو دھکا بھی لگا تو وہ فساد لے کے کھڑا نہیں ہوتا۔ کسی کیلئے جگہ تنگ

Marfat.com

ہے تو آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے پھر راستہ ملنے پر تیز ہو جاتا ہے کہ میرے ساتھ چلنے والا غریب ہے کہ امیر' بچہ ہے یا بوڑھا' مرد ہے یا عورت غرضیکہ ہر شخص اس کی یاد میں مگن اللہ تعالیٰ کے گھر کے گرد گھوم رہا ہوتا ہے۔ میں طواف کعبہ کرتا جارہا تھا ، جیسے نماز میں ہم ادھر ادھر نہیں دیکھتے اور نہ ہی کوئی بے تکی حرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح طواف میں بھی بڑے خشوع وخضوع' ذوق وانہماک اور مسنون آداب کا مظاہرہ کرنے کا حکم ہے۔ اسی لئے جب میں طواف میں مشغول تھا تو اس وقت نہ کعبہ شریف کی جانب پشت کی اور نہ ہی ادھر رخ پھیرا یعنی اپنا منہ اور سینہ بھی ادھر نہ ہونے دیا بلکہ نگاہیں سامنے رکھے اور فرش کو دیکھتے ہوئے ہاتھ کھلے چھوڑے بایاں کندھا کعبہ شریف کی طرف کئے چلتا رہا۔

یہاں ایک بات بتاتا چلا جاؤں کہ اللہ کے گھر کا طواف کرنے والوں میں جہاں لوگ انتہائی عجز ومحبت سے سرشار اپنے اپنے گناہوں پر نادم ہو کر رو کر دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں' وہاں جیب کترے بھی اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں اور اس میں ہر ملک کے باشندے شامل ہوتے ہیں زیادہ تر لوگ نیچے گری ہوئی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے لیکن پھر بھی کچھ لوگ انجانے میں اپنی طرف سے بھلائی کرنے کی نیت سے اسے اٹھا کر اوپر رکھ دیتے ہیں یا وہاں موجود ڈیوٹی پر موجود شرطوں کو دے دیتے ہیں۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ یہاں سے کوئی چیز نہ ہی

Marfat.com

اٹھائی جائے تو بہتر ہے کیونکہ بعض اوقات غلط فہمی سے بھی بندہ مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ کعبہ شریف کے صحن کی صفائی وقفہ وقفہ سے ہوتی رہتی ہے ایک ڈوری لگا کر کچھ علاقہ کو کور کرلیا جاتا ہے اور پھر اس کو پانی اور دوسری چیزیں ڈال کر اچھی طرح صفائی کی جاتی ہے ان میں زیادہ تر پاکستانی' بنگلہ دیشی اور تھائی وغیرہ نظر آتے ہیں۔ لوگ خوشی سے ان کو پیسے وغیرہ دے دیتے ہیں ان کو کبھی مانگتے نہیں دیکھا کیونکہ وہ ملازم ہوتے ہیں انہیں تنخواہ ملتی ہے۔ ایک بات بتاتا چلا جاؤں کہ وہاں زبان کا مسئلہ ہوتا ہے عربی آپ کو نہیں آتی اردو ان کو نہیں آتی بہت کم شرطے ایسے ہوتے ہیں جو ہلکی پھلکی انگلش سمجھ لیتے ہیں للہذا انتہائی محتاط رویہ یہ ہے کہ وہاں سے کوئی بھی چیز نہیں اٹھانی چاہئے خواہ آپ اسے نیکی ہی سمجھ رہے ہوں۔ ایک اور لعنت جو ہر ملک کی طرح یہاں بھی پہنچی ہوئی ہے وہ مختلف مانگنے والے ہوتے ہیں عموماً جب اذان ہوتی ہے لوگ نماز کی ادائیگی کے لیے آرہے ہوتے ہیں تو مختلف راستوں پر مانگنے والے رومال بچھائے ہوتے ہیں ان میں معذور افراد بھی شامل ہیں زیادہ تر کالے اور مختلف ممالک کے لوگ ان میں پاکستانی بھی نظر آتے ہیں اور کچھ اہل وطن ایسے بھی ہیں جو آہستہ سے آپ کے پاس آتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے پیسے گم ہو گئے ہیں' واپس جانے کے پیسے نہیں اس لیے ہماری مدد کریں۔ اصل میں یہ مانگنے کا جدید طریقہ ہے۔

Marfat.com

ہاں یہ تو راستے میں ضمنی سی بات آ گئی تو میں بتا رہا تھا کہ کعبہ شریف کی کرسی جس پر دیوار بنی ہوئی ہے اور حطیم شریف یہ دونوں ہی کعبہ کا حصہ ہیں اور کعبہ ہی میں شمار ہوتی ہے چونکہ پورے کعبہ کا طواف فرض ہے اس لئے کرسی اور حطیم سے ہٹ کر طواف کرنا ضروری ہے تا کہ پورے کعبہ کا طواف ہو سکے۔ کعبہ شریف کے اردگرد طواف کرنے کیلئے جو جگہ ہے اسے مطاف کہتے ہیں اگر یہاں ہجوم زیادہ ہو تو مسجد کے برآمدوں، بالائی منزل اور اوپر چھت پر بھی طواف جائز ہے۔ میں سوچتا جا رہا تھا کہ آخر یہاں کیوں ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے بھی ان کے متعلق نہیں سوچ رہے اور صرف اور صرف اس کی ثناء میں لگے ہوئے ہیں تو میں بتاتا چلوں کہ میں نے اس وقت وہ قوت خداوندی دیکھی کہ جس کے دبدبہ اور رعب سے خدا کی قسم خدا کے سوائے کوئی دنیوی سوچ کا آنا ہی ناممکن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بندے کا کوئی کمال نہیں کہ وہ کہے میں نے یوں کیا اور یوں کرو تو ایسے ہو جاتا ہے بلکہ یہ محض اس کا کرم اور توحید کا رعب اور دبدبہ ہوتا ہے کہ اس کے گھر کے سامنے صرف اسی کا خیال آتا ہے اور اپنے گناہوں کی فہرست اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۃ اسرائیل میں ایک جگہ فرماتا ہے:

(ہم نے ہر انسان کے اعمال نامے کو اس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے)

Marfat.com

جہاں موجود ہر بندہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کر رہا ہوتا ہے اور بعض لوگوں کی جن کی زبان میں سمجھ سکتا تھا بالکل واضح طور پر اپنے گناہوں کی توبہ کرتے دیکھے اور سنے۔ کچھ لوگ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

(یا اللہ تو ہی معبود برحق ہے' تو پاک ہے' خطا کاروں میں سے میں ہی ہوں) کا ورد کر رہے تھے' کچھ تلاوت قرآن حکیم فرما رہے تھے' کچھ لوگ دوران طواف درود شریف پڑھتے جا رہے تھے پھر طواف کے بعد میں اس کونے پر پہنچا جسے رکن یمانی کہتے ہیں۔ یہ کعبہ شریف کا جنوب مغربی کونہ ہے۔ کسی موقع پر یمن کے ایک شخص ابی ابن سالم یمانی نے اس کی تعمیر و مرمت کی اور اسی کے حوالے سے یہ کونہ مشہور ہو گیا۔

اسے ہاتھ لگانا مستحب ہے' یہاں اگر دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور فرشتے آمین کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے موجود رہتے ہیں اور جب کوئی شخص یہ دعا پڑھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

Marfat.com

تو وہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَأْتِی الرُّکْنُ الْیَمَانِیُّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَعْظَمَ مِنْ اَبِیْ قُبَیْسٍ لَهٗ لِسَانَانِ وَ شَفَتَانِ۔

(قیامت کے دن رکن یمانی اس شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر ہوگا کہ اس کی جسامت ابوقبیس پہاڑ سے بھی زیادہ ہوگی۔ اس کی دو زبانیں اور دو ہونٹ ہوں گے، مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں نے اسے ہاتھ لگایا ہوگا ان کے حق میں گواہی دے گا)

مَا اَتَیْتُ عِنْدَهٗ قَطُّ اِلَّا وَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ عِنْدَهٗ یَسْتَغْفِرُ لِمَنْ یَّسْتَلِمُهٗ۔

(جب بھی رکن یمانی کے پاس آئے یہی دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام وہاں کھڑے ہیں اور ہاتھ لگانے والوں کیلئے استغفار کر رہے ہیں)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو پورا کرتے ہوئے اس کونے کو ہاتھ سے چھوا۔ یہاں بھی اس قدر رش ہوتا ہے کہ ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس کو چھو کر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا کرے۔ اس کو چھوتے ہی دل کے اندر ٹھنڈک کا

Marfat.com

احساس ہوا پھر میں نے اپنے سات چکر پورے کئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق یہ طواف ختم کر کے مقام ابراہیم پر آ گیا۔

مقام ابراہیم ایک پتھر کا نام ہے' مقام کھڑا ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں چونکہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے تھے اس لئے اسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ یہ کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے کچھ فاصلے پر ایک سنہری فانوس نما شیشے کے گلوب میں رکھا ہوا ہے۔ اس کا رنگ سرخی مائل سفید ہے جس میں سیاہ لکیریں نظر آتی ہیں۔ یہ تقریباً چودہ انچ مربع اور آٹھ انچ موٹا ہے۔ لوگ طواف کے دوران اور آگے پیچھے بھی اس کے قریب سے گزرتے ہیں اور اس کی زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

قرآن پاک نے بڑے اہتمام سے اس کا ذکر فرمایا ہے اور لوگوں کو حکم دیا ہے کہ یہاں نفل پڑھنے کا ثواب بھی بے حساب ملتا ہے۔ یہاں جگہ ملنا خوش قسمتی ہی سمجھ لیں۔ مجھ گنہگار کو اس افضل اور معتبر جگہ پر نوافل پڑھنے کا شرف حاصل ہو گیا۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّى

(اور تم بناؤ، مقام ابراہیم کو، نماز پڑھنے کی جگہ یعنی نماز ادا کرو)

آیت ایک نشانی کو کہتے ہیں جس سے قدرت خداوندی کا اظہار ہوتا ہے

Marfat.com

اس کی جمع آیات ہے جس کے معنی ہیں کئی نشانیاں، قرآن پاک میں خداوند قدوس نے مقام ابراہیمؑ کو عزت بخشی ہے کہ اسے آیات سے تعبیر کیا ہے یعنی ایک نشانی ہونے کے باوجود یہ کئی نشانیوں کے قائم مقام ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ

(حرم شریف میں واضح نشانیاں موجود ہیں یعنی مقام ابراہیم)

میرے ذہن میں یہ سوال ابھرا کہ ایک پتھر ہونے کے باوجود اسے اتنی فضیلت اور اہمیت کیوں دی گئی ہے؟ میری طرح یہ سوال اور کئی لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہوگا۔ میرے اس سوال کا جواب تو یہ ہے کہ یہ کوئی عام پتھر نہیں بلکہ ایک خاص اور غیر معمولی پتھر ہے جس میں دو اعلیٰ ترین خوبیاں موجود ہیں۔ جنہوں نے اسے دوسرے پتھروں سے منفرد و اعلیٰ بنا دیا ہے۔

پہلی خوبی تو یہ ہے کہ یہ جنت سے آیا ہے یعنی اسے جنت کے ساتھ نسبت ہے۔ نسبت نے اسے فضیلت بخشی ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے ساتھ نسبت ہے جس نے پہلی نسبت سے کہیں زیادہ اسے عزت عطا فرمائی ہے اور اہل ایمان کے لیے انتہائی اہم بنا دیا ہے۔ ان دونوں کی تفصیل میں جانے کو جی چاہ رہا ہے جو کچھ یوں ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ اپنی روایات میں بیا

Marfat.com

ن فرماتے ہیں کہ: حجرا سود اور مقام ابراہیم علیہ السلام دونوں بہشت کے یاقوت اور موتی ہیں جب انہیں نازل کیا گیا تو ان کی روشنی سے ساری کائنات جگمگا اٹھی، پھر خداوند تعالی نے ان کے حسن و نور پر پردہ ڈال دیا کیونکہ دنیا والے اس کی تاب نہیں لا سکتے تھے اور انہیں منور و درخشاں رکھنا حکمت کے بھی منافی تھا۔ یہ حقیقت میں آج بھی منور ہے مگر ان کا نور نظر نہیں آتا کیونکہ چھپا لیا گیا ہے۔ جیسے ایک حسین عورت نقاب میں اپنا چہرہ چھپا لیتی ہے تو اس کا حسن عام نگاہوں سے دور ہو جاتا ہے مگر نقاب کے نیچے وہ اسی طرح ہوتا ہے۔

حضرت زہب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جناب جبرائیل علیہ السلام اسے لے کر نازل ہوئے اور کوہ صفا پر رکھ دیا جہاں اس کے نور نے تاریک فضائیں روشن کر دیں پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں بنانا شروع کیں اور وہ اونچی ہو گئیں تو:

جَاءَ بِالْمَقَامِ حَتّٰى وَضَعَهٗ تَحْتَ رِجْلِ اِبْرَاهِيْمَ

(آپ یہی پتھر لے آئے اور جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے رکھ دیا)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ: جناب ابراہیم علیہ السلام جب بھی ایک کونہ مکمل کر لیتے تھے تو یہ پتھر دوسرے کونے کی طرف ہو جاتا تھا وہ اس مقام پر کھڑے

Marfat.com

ہوتے تھے اور یہ کعبہ شریف کے گرد گھومتا رہتا تھا چنانچہ جناب ابراہیم علیہ السلام جب بھی ایک دیوار بنا کر فارغ ہوتے تو یہ اس سے ملحقہ دیوار کی طرف چلا جاتا، یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا، یہاں تک کہ کعبہ شریف کی تمام دیواریں مکمل ہو گئیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے گھر کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو حکم ہوا کہ اب آپ لوگوں کو بیت اللہ کی دعوت دیں چنانچہ ایک مرتبہ پھر اس پتھر کی قسمت جاگ اٹھی۔ جناب خلیل اللہ علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے یہ بلند ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ تمام پہاڑوں سے اونچا چلا گیا' تب آپ نے یہ اعلان کیا کہ لوگو بیت اللہ شریف بن گیا ہے اب اس کے دیدار اور حج کیلئے آؤ۔ اس پتھر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور مقام خلیل کو سمجھتے ہوئے عقیدت سے ان کے پاؤں چوم لئے۔ چومنے کا عمل اس طرح مکمل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ نرم پڑ گیا اور جناب خلیل اللہ کے پاؤں مبارک ٹخنوں تک اس کے اندر چلے گئے اس طرح یہ پتھر ایک نبی کی نسبت سے قیامت تک کیلئے نشانی بن گیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام فارغ ہوئے تو اس پتھر کو کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے رکھ دیا چنانچہ آپ اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح یہ پتھر کعبہ شریف کی دیوار کا ہی حصہ بن کر رہ گیا۔ دور نبوی ؐ تک یہی صورت

Marfat.com

رہی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مقام ابراہیمؑ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور وہ کعبہ کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک یہی منظر رہا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے محسوس فرمایا کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھنے والوں کی وجہ سے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے تو تب آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو وہاں سے ہٹا دیا اور وہاں نصب کر دیا جہاں آج کل ہے۔

میں نے بھی ملتزم کی جانب سفر شروع کیا' ملتزم حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ کے درمیان پانچ یا چھ فٹ کی جگہ کو کہتے ہیں۔ ایک دو کو کھینچ کر پیچھے کیا مگر ہاتھ ڈالنے میں ناکام رہا پھر دوسری کوشش میں تھوڑی سی طاقت کا استعمال کیا اور ایک طرف تھوڑی سی جگہ خالی دیکھ کر ہاتھ ڈال دیا۔ یہ ایک نہ بھولنے والا لمحہ تھا اور پھر محسوس ہوا کہ کیوں لوگ ایک بار اس جگہ پر پہنچ کر گھنٹوں کوشش کرتے ہیں کہ اس سے چمٹ کر رہ جائیں کیونکہ جب آدمی خود ہاتھ لگا کر آگ کو نہ دیکھ لے تو اس کو اس کی تپش کا اندازہ نہیں ہوتا۔ اس کے در کی چوکھٹ کو پکڑ کی ایسے محسوس ہوا کہ جیسے کائنات کی تمام نعمتیں مل گئی ہوں اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش کی صورت میں مجھ ناچیز پر گر کر میرے گناہوں کو دھو رہی ہو اور مجھ کو اپنا بدن ہلکا ہلکا محسوس ہوتا جا رہا تھا۔ اسی حالتِ مدہوشی میں

Marfat.com

مجھے کئی لوگوں نے کھینچ کر خود اس بابرکت جگہ کو حاصل کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام رہے اور پتہ نہیں کہ کتنی دیر میں اپنے ہاتھ چوکھٹ پر رکھ کر خانہ خدا سے چمٹا رہا۔ ملتزم کا لفظی معنی ہے چمٹنے کی جگہ۔ چونکہ حکم ہے کہ بندے وہاں بازو پھیلا کر اور سینہ اور چہرہ کعبہ شریف کی دیوار کے ساتھ لگا کر نہایت گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ نظارہ بھی بڑا رقت آمیز اور دل میں اتر جانے والا ہے۔

میں یہاں بس یہی کہتا گیا:

آیا ہوں تیرے در پہ کچھ لے کے جاؤں گا

کچھ لے کے جاؤں گا بلکہ سب کچھ لے کے جاؤں گا

اگر کوئی ویسے کہے تو شاید دس منٹ بھی کھڑا نہ ہوتے مگر وہاں تو ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ ایسے گھر کے دروازے پر گھنٹوں کھڑا رہے۔ اب میں صفا ومروہ کی جانب چل پڑا۔ کسی دور میں سنا ہے کہ یہاں پہاڑیاں ہوا کرتی تھیں جہاں بھاگنا تو درکنار چلنا مشکل ہوتا تھا۔ اس دور میں حضرت ہاجرہ علیہ السلام پانی کی تلاش میں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کی طرف دوڑ کر جاتی تھیں۔ ایک معصوم بچے کو پانی پلانے کیلئے اس کی ماں دوڑ لگا رہی تھی۔ پانی کے حوالے سے مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک کی آیت یاد آ گئی:

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ

Marfat.com

(اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو)

ہاں تو جب عظیم ماں اپنے بیٹے کی پیاس کی شدت کو دیکھ کر تلاش آب میں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کی جانب دوڑ رہی تھی تو خداوند قدوس کی رحمت جوش میں آئی اور ایڑیاں رگڑنے پر ایک میٹھے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ جسے آب زم زم کہتے ہیں۔ جیسا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آبِ زم زم جس نیت سے پیا جائے اس کے لیے کفایت کرتا ہے۔

درحقیقت یہ خوراک بھی ہے اور شفا بھی۔ اس مقدس پانی کو ہمیشہ احتراماً کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔ مکہ مکرمہ میں صفا اور مروہ پر ان پر ٹوٹیاں وغیرہ لگی ہوئی ہیں اب ایک ٹینکی بالکل خانہ کعبہ کے سامنے لگا دی گئی ہے تا کہ حاجی آرام سے پانی پی لیں۔ یہاں ایک بات اور بھی بتا تا چلوں کہ جب آپ کسی بھی دروازے سے کعبہ شریف میں داخل ہوتے ہیں تو کافی لمبا راستہ ہوتا ہے' اللہ کے گھر تک پہنچنے کا' لہٰذا سعودی حکومت نے حاجیوں کی آسانی کے لیے کولر دو اطراف بھی راہداریوں پر رکھے ہوئے ہیں اور ساتھ گلاس پڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں تو مختلف جگہوں پر کھڑے ہو کر آب زم زم پینا سعادت سمجھتا ہوں اور جو پانی بچ جاتا تھا اس کو اپنے منہ پر لگا لیتا تھا اور انتہائی اطمینان اور سکون قلب نصیب ہوتا

Marfat.com

تھا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ خوب جی بھر کر آب زم زم پیئیں کیونکہ یہ کرہ ارض پر بہترین پانی ہے۔ یہ معجزہ ہے کہ یہ پانی نہ خراب ہوتا ہے اور جتنی دیر مرضی پڑا رہے اس میں کسی قسم کا کیمیائی عمل نہیں ہوتا اور سائنس کی ریسرچ نے بتایا کہ اس پانی کو آدمی پی کر بغیر کھائے پیئے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ یہاں یہ بات بتا تا چلوں کہ حضرت عبدالمطلب نے چاہ زمزم کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کعبہ کے انتظام و انصرام ثابت بن اسماعیل کے سپرد ہوئی۔ اسماعیل کا نانا وقاص بن عمرو متولی ہوا جب بنو حریم حرم شریف کی بے حرمتی کرنے اور کعبہ کا مال اپنے خرچ میں لانے لگے تو ابو بکر بن عبد مناف بن کنانہ اور عبستان خزاعہ میں اس اخیر متولی خلیل بن جنید تھا جس کے بعد تولیت فقی کے ہاتھ میں آئی۔ عمرو نے جاتے وقت کعبہ کے ہر دو غزال طلائی اور حجرہ کو میں ڈال کر ایسا بند کر دیا تھا کہ مدت گزرنے پر کسی کو اس کا نشان تک معلوم نہ رہا۔ آخر کار حضرت عبدالمطلب کو خواب میں اس کے کھودنے کا اشارہ ہوا۔ حضرت عبدالمطلب کا اس وقت صرف ایک ہی بیٹا حارث تھا۔ سنا تھ لے جا کر کھودنے لگے۔ دو غزال کا کچھ حصہ اس میں ہے۔ عبدالمطلب نے بجائے مقابلہ کے یہ معاملہ قرعہ اندازی پر چھوڑا چنانچہ ہر بار انہی کا نام نکلا۔ اس طرح عبدالمطلب نے زمزم کو کھودا اور یوں زمزم کا پانی حاجیوں کے کام آنے لگا ایک

Marfat.com

اور بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ عبدالمطلب نے زمزم کے کھودنے پر منت مانی کہ اگر میں اپنے دس جوان بیٹے اپنے سامنے دیکھ لوں تو ایک کو قربان کر دوں گا تیری راہ میں۔ چنانچہ عبدالمطلب نے قرعہ تمام بیٹوں کے نام ڈالا اور اتفاق سے قرعہ عبداللہ کے نام نکلا جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد اور عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے پیارے تھے تو آپ قربانی کے لئے قربان گاہ کی طرف چل پڑے مگر دوسرے بھائی اور قریش نے آپ کو روکا اور پھر قرعہ آپ کے درجن اونٹوں کے نام نکلا بعدازاں آپ کے نام پھر نکلا لیکن پھر عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام آخر ایک سو اونٹوں پر بات ختم ہوئی اور قرعہ اونٹوں پر نکلا۔ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کئے اور عبداللہ بچ گئے۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا ابْنُ الذَّبِیحَیْنَ۔

یعنی میں دو ذبیح (اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

جس طرح دوسرے لوگ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ابتدائی دعا مانگ رہے تھے میں نے بھی مانگ لی۔ یہاں بے شمار لوگ ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی کتابیں پکڑے رہتے ہیں اور جوشِ ایمانی کے ساتھ آواز میں دعا مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھ کو عربی کی دعا یاد نہ تھی۔ سوچا اللہ تعالیٰ دلوں کے راز خوب جانتا ہے اور اس کیلئے زبانوں کا مسئلہ تو کوئی نہ ہے میں نے اردو میں اپنی دعا مانگ کر کام

Marfat.com

شروع کر دیا۔

یہاں صرف دو پہاڑیاں ہیں؟ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک صفا سے مروہ تک خوبصورت سنگ مرمر کا برآمدہ دیا گیا ہے درمیان میں معذور افراد کیلئے خوبصورت راستہ بنایا گیا ہے جس میں ہاتھ ریڑھی چلتی ہے یعنی جو شخص خود صفا مروہ کے چکر نہ لگا سکے اس ہتھ ریڑھی میں بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص بھی اسے چکر لگوا سکتا ہے۔

یہاں چکر لگانا بھی کوئی آسان کام نہیں مگر شوق اور محبت غالب ہو تو کوئی کام مشکل نہیں ہوتا لہٰذا مجھے تو یہ محسوس ہوا جیسے پل گزرتے ہی سات چکر پورے ہو گئے ہیں کیونکہ سنا ہے کہ پہلے ایک ایریا میں چھت نہ تھی مگر کچھ عرصہ ہوا اب اس پر بھی خوبصورت چھت بنا دی گئی ہے اس طرح گرمی کا احساس نہیں ہوتا اور میری نگاہوں نے وہاں معصوم بچوں کو بھاگتے ہوئے چکر لگاتے دیکھا جو دل میں قوت ایمانی سے سرشار نظر آتے تھے، اور تھکاوٹ کا احساس تک نہ تھا بچوں، بوڑھوں میں سے کسی کو بظاہر چکر پورے کرنے یعنی سعی کے بعد سر منڈوانا یا قینچی سے سر کے کچھ بال کٹوانا ضروری ہیں۔ خواتین اور بچیوں کیلئے کچھ بال کٹوانا ہی کافی ہیں اور وہاں چھوٹی چھوٹی قینچیاں لئے لوگ موجود ہوتے ہیں اور کچھ خواتین بھی قینچی کے ایک یا دو ریال لے لیتی ہیں۔ کچھ لوگ تو انہی

Marfat.com

سے قینچی لیکر دوسرے کسی حاجی کو دیتے ہیں کہ میرے بال کاٹ دو۔ سو وہ کاٹ دیتا ہے یا پھر خود ہی کاٹ لیتے ہیں یا بغیر پیسے دیئے بعض لوگوں نے اپنی قینچیاں رکھی ہوتی ہیں اسی سے کٹوا لیتے ہیں۔ ہم نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک عربی سے بغیر بولے سر آگے کر دیا ویسے سر کسی کے آگے پیش کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے خیر ایک صاحب نے ہمارے بال کاٹ دیئے۔ اگر آپ نے کبھی سر منڈوانا ہو ایک بات یاد رکھیں یہاں سر منڈواتے ہی اولے نہیں پڑتے بلکہ اللہ کریم کی رحمت اور برکات نازل ہوتی ہیں یہی بڑا فرق اس خطہ کا دوسری جگہوں سے ہے۔ خانہ کعبہ کے باہر حجام کی کافی دکانیں موجود ہیں لہٰذا وہاں سے جا کر بھی سر منڈوایا جا سکتا ہے جن میں اکثریت پاکستانیوں کی ہے اور وہ دکان کے باہر کھڑے آپ کو حاجی حاجی کی آوازیں لگاتے نظر آئیں گے۔ پہلی بار عمرہ کرنے پر سر منڈوانا چاہیے سو میں نے بھی ایسا کیا۔

اس کے بعد وہاں سے میں کعبہ شریف کی طرف چل پڑا۔ ایسے چلتے ہوئے میں نے اپنی پیٹی پر ہاتھ مارا تو پریشانی ہوئی کہ میرے ریال غائب تھے۔ میں تھوڑا سا پریشان ہوا کہ میں تو اللہ کے گھر اکیلا آیا ہوں اور نہ ہی کسی دوست کا ایڈریس میرے پاس ہے جس سے کچھ رقم ادھار لے سکوں اور ابھی تو مجھے مدینہ منورہ بھی جانا ہے۔ اس پریشانی کی حالت میں، میں نے کعبہ اللہ کی طرف منہ کر کے دعا کی۔

Marfat.com

اے میرے پیارے رب! میری جیب تو ساری عمر نہیں کٹی اور تجھ سے تو لینے آیا ہوں۔تو،تو جھولیاں بھر بھر کر ہم فقیروں کو دیتا ہے۔آج یہ تیرے گھر میں تیرا ہی بندہ لٹ گیا۔میرا تو ہی سہارا ہے اور تجھ سے میں اپنی رقم لیکر جاؤں گا۔

میں دعا سے فارغ ہوا تو میری نظر ایک شناسا چہرے پر پڑی۔دراصل اس کا نام محمد تھا اور یہ ہماری یونیورسٹی کی نشانی سمجھ لیجئے کیونکہ یہ ہمارا کلاس فیلو تھا اور اردن کا رہنے والا تھا۔میں نے فوراً پہچان لیا اور سلام دعا کی۔اس نے کافی دیر کھڑے اور بیٹھ کر کافی پرانی یادیں تازہ کیں اور اس نے مجھے اردن ساتھ جانے کی مخلصانہ دعوت دی اور وضاحت کے ساتھ بتایا کہ وہ بذریعہ بس ہی اردن سے مکہ مکرمہ آج ہی آیا ہے۔

عام اردن کے لوگوں کا تو مجھے علم نہیں کہ وہ کیسے ہوتے ہیں مگر میرا دوست گول مٹول اور اوپر سے نیچے تک برابر ہی نظر آتا ہے۔سرخ وسپید رنگ اور انتہائی ملنسار۔بہرحال میں نے سوچا شاید میری دعا قبول ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اسے رحمت بنا کر بھیجا لہٰذا مجھے فوراً اسے اپنی پرابلم بتانی چاہئے مگر دوسرے لمحے میرے اندر کے انسان نے کہا کہ بے وقوف ایک طرف خدا سے مانگتا ہے۔دوسری طرف اس کے بنائے ہوئے انسانوں کے آگے دست

Marfat.com

سوال دراز کرتا ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان کچھ تو امتیاز ہونا چاہئے۔ میں نے فوراً ارادہ بدلا اور اسے اپنا ایڈریس دیکر چلنے لگا۔ سوچا ایک بار صفا و مروہ کا چکر لگا کر دیکھ لوں۔ شاید میری امانت مل جائے سو یہ سوچ کر آہستہ آہستہ ایک پہاڑی سے دوسری کی طرف گیا۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر چلتا رہا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک طرف مجھے کچھ نظر آیا۔ میں تیزی سے دیوار کے قریب گیا تو دیکھا کہ پیسے بکھرے پڑے ہیں۔ میں نے اٹھا کر گنے تو پورے۔ یہاں تک کہ ایک ریال بھی کم نہ تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔ مجھے وہ واقعہ بھی یاد آیا کہ ایک بادشاہ طواف کر رہا تھا کہ ایک نابینا بار بار دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ مجھے آنکھیں دے دے۔ آنکھیں دے دے۔ بادشاہ سلامت نے دیکھا کہ اتنے چکر ہوئے ہیں مگر اس شخص کی آنکھیں ٹھیک نہ ہوئیں۔ بادشاہ نے حکم دیا اگر اگلے چکر میں آنکھیں ٹھیک نہ ہوئیں تو تمہیں ختم کروا دوں گا۔ یہ سننا تھا کہ اس نے ایسے خشوع و خضوع اور دل سے دعا مانگی کہ بادشاہ کے چکر ختم ہونے سے پہلے پہلے اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ مجھے اقبال کا یہ شعر یاد آ گیا:

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

Marfat.com

سو بندہ جب اپنے رب کے آگے صدق دل سے جھک جاتا ہے تو ہر چیز اس کے آگے جھک جاتی ہے۔ اگر اللہ کی طرف سچے دل سے رجوع نہیں کرتے تو پھر حالت ہمارے سامنے ہے۔ شاید اقبال نے اسی لئے کہا تھا:

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا وہاں بے ذوق ہے مہیا

اس سارے ذاتی واقعہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ ہماری آرزوؤں کی تکمیل کیوں نہیں ہوتی؟ ہمارے پاس مکمل نظام حیات ہوتے ہوئے بھی ہم دوسرے نظاموں کے مرہون منت کیوں ہیں؟ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہمارے اندر ایمان کی پختگی کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ ہم پر رحم کرے۔ میرے دل کی صدا ہے کہ:

احرام کیوں نہ میرے بدن پر بندھا رہے
وارفتگی ہے روح کو بیت الحرم سے

میں ہوٹل جانے کے لئے باہر نکلا تو ایک دوکان پر ٹی وی لگا تھا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے خبریں سننے کھڑا ہو گیا جو میری کمزوری ہے۔ کفار کا مختلف ممالک کے مسلمانوں پر حملہ اور قتل عام دیکھ کر مجھے ایک دم سے غزوہ بدر کا وہ معرکہ حق و باطل یاد آ گیا۔ وہ معرکہ جو مسلمانوں کو اس صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے کافروں نے

Marfat.com

لڑا کیونکہ کافروں کو حضور ﷺ کی ہجرت کے باوجود چین نہ آیا اور انہوں نے سوچا کہ آپ ﷺ کا دین مدینہ منورہ میں پھیل رہا ہے اور اگر اسی طرح لوگ حضور ﷺ کے ماننے والے بنتے رہے تو بہت جلد یہ دین تمام عرب میں چھا جائے گا لہٰذا وہ توحید کے متوالوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا چاہتے تھے۔ مدینہ میں ان کی تعداد ساڑھے تین سو سے زیادہ نہ تھی۔ جنگ کے لئے سامان کم تھا، مسلمان یہ بھی جانتے تھے کہ جنگ کوئی اچھی چیز نہ ہے اور اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ مگر جب کفار مکہ اپنے گندے ارادوں سے باز نہ آئے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا

(اجازت دی گئی ہے جہاد کے لئے ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں)

یہود کو مدینہ میں امن پسند نہ تھا۔ انہوں نے کفار مکہ سے ساز باز کر کے انہیں یقین دلایا کہ وہ اسلام ختم کرنے میں ان کی پوری پوری مدد کریں گے۔ دوسری جانب امن دشمن عناصر نے اہل ایمان کو مجبور کر دیا کہ جنگ کے لئے مسلمان حضور ﷺ کی قیادت میں بدر کے مقام پر پہنچے۔ بدر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں بدر بن نحلہ بن العضر بن کنانہ آباد ہوا تھا اسی کے نام سے یہ موسوم ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ بدر بن حارث نے یہاں ایک کنواں

Marfat.com

کھدوایا تھا۔ بدر کی وجہ سے اس جگہ کو بدر کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان بدر میں دعا فرمائی کہ: ''اللہ یہ وہ اہل ایمان ہیں کہ اگر آج ان کو تو نے ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔''

پھر دشمن کی فوج کی طرف دیکھا اور فرمایا: الٰہی یہ قریش ہیں جو فخر و تکبر سے بھرپور ہیں' تیرے نافرمان ہیں۔ تیرے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیری نصرت سے تیری مدد کی ضرورت ہے' جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

یہاں میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ شاید ہمارے اہل وطن جو دنیوی طور پر تھوڑے مضبوط ہو جائیں' ان کے پاس مال و زر آ جائے یا پھر وقتی اقتدار مل جائے تو وہ اپنے آپ کو نہ جانے کون سی ہستی سمجھنے لگ جاتے ہیں اور ان کے اندر سے عاجزی ختم ہو جاتی ہے اور پورے ہاتھ سے ہاتھ بھی نہیں ملاتے صرف چند انگلیوں کو آگے کر دیتے ہیں جبکہ ان کو علم نہیں کہ تکبر اور غرور صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی صفت ہے یہ صرف اسی کو زیب دیتا ہے۔ اگرچہ ہمارے ہاں کچھ اچھے لوگ بھی ہیں جو اس لعنت سے بچے ہوئے ہیں جس کی ایک مثال خواجہ شریف چیف جسٹس ہائی کورٹ ہیں۔ میں گزشتہ پچیس سال سے انہیں جانتا ہوں جب ان کے پاس کوئی سرکاری عہدہ نہ تھا پھر انہیں عہدے پہ عہدہ ملتا گیا۔ جب وہ ہائی کورٹ کے جسٹس تھے اچانک ایک دن میرے دفتر آئے اور تھوڑی دیر بیٹھ

Marfat.com

گپ شپ کی اور جب وہ چیف جسٹس ہوئے جب بھی کوئی دعوت دیتے ہمیشہ خود فون کرتے۔ جب میں ان سے ملنے جاتا تو بڑے پیار سے اٹھ کر ملتے اور جب تک میں خود نہ آتا وہ کبھی اٹھ کر نہ جاتے۔ وہ مجھے اس طرح عزت نہ بھی دیتے تو کوئی عجب بات نہ تھی کیونکہ میں ان کے چھوٹے بھائیوں کی طرح تھا مگر یہ میری نہیں ان کی عزت اور عاجزی ہے کہ ان کا رویہ عہدوں سے تبدیل نہیں ہوا ایسے انسان ہی دوسروں کیلئے مشعل راہ ہوا کرتے ہیں۔ اور اللہ انہیں موت کے منہ سے بھی بسا اوقات دور لے جا کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ عجز کرنے والے بندے میرے کتنے نزدیک ہیں جیسا کہ خواجہ شریف صاحب پر ایک دفعہ قاتلانہ حملہ ہوا اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں رہے مگر اللہ نے ان کی زندگی بچالی اس میں شاید لوگوں کی دعاؤں' محبتوں کے علاوہ سب سے بڑھ کر ان کی عاجزی اور انسانیت سے محبت تھی۔

ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور لمبے سجدے میں چلے گئے۔ سجدے کے بعد بھی لمبی دعائیں مانگی گئیں' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ مسلمانوں کی یہ پہلی جنگ ہے جس میں ان کی فتح انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے بار بار خدا تعالیٰ سے ان کی نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ مجھے وہ منظر بھی یاد آیا جب سیدنا عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے دائیں

Marfat.com

بائیں دونوجوان معاذ رضی اللہ عنہ ومعوذ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک نے چپکے سے پوچھا کہ: چچا ابوجہل جب سامنے آئے تو مجھے بتا دینا۔

دوسرے نے بھی یہی بات آہستہ سے کہی۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ تم کیا کرو گے اسے دیکھ کر۔ انہوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ: "سنا ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے (اس کے منہ میں خاک)۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ اسے ضرور قتل کریں گے اور اپنی جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ اتنے میں ابوجہل چکر لگاتا ہوا لشکر کے سامنے آ گیا۔ میں نے دونوں لڑکوں سے کہا کہ ابوجہل وہ ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دونوں نے اپنی تلواریں ابوجہل کے پیٹ میں گھونپ دیں اور ابوجہل دو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کا فرعون یہی ابوجہل تھا۔

بہرحال اس غزوہ میں قریش کے بڑے بڑے سردار سامنے آئے اور واصل جہنم ہوئے۔ اس غزوہ میں کفار کے ستر آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ اس میں قریش مکہ کے ستر آدمی کام آئے اور فرزندان توحید میں سے صرف چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ غزوہ بدر میں پہلے شہید صحابی مجعؓ تھے۔ میں سوچتا جاتا تھا اور پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے میرے حسن تخیل اور تصور کی باطنی آنکھ نے مجھے چشم زدن میں چودہ سو سال پہلے کے منظر دکھلا دیئے۔ میں

Marfat.com

سوچ رہا تھا کہ حق و باطل کی اس پہلی جنگ نے اسلام کا جھنڈا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا اور اسے پوری دنیا میں پھیلا دیا۔

رمضان المبارک کے دوران بھی خانہ کعبہ میں بے شمار مناظر ایسے ہوتے ہیں کہ ساری زندگی کیلئے انسان کے ذہن میں نقش ہو کر رہ جاتے ہیں۔ سحری کے وقت روزہ رکھنے کے شوق میں ہر شخص دیوانہ وار بھاگ کر کھانا کھانے میں مشغول ہوتا ہے۔ ہر ریسٹورنٹ اور دوکان پر لوگ ہی لوگ نظر آتے ہیں۔ ہر کوئی اپنے Taste اور پیٹ کو دیکھ کر مختلف قسم کے کھانے کھانے میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ منظر ناقابل فراموش اور دل کش ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کے ایام کے علاوہ رش کم ہونے کی وجہ سے بل آپ کے سامنے آجاتا ہے مگر رمضان میں اس کے برعکس آپ کو Self Service کرنا پڑتی ہے یا یوں کہئے کہ ان دنوں پیسے یا ریال کی ادائیگی آپ نے کیشئر کو پہلے کرنی ہوتی ہے۔ اگر میں زیادہ بے باک ہو کر گفتگو کروں تو پھر شاید یہ خیال کر لیجئے کہ ان دنوں ان کا اعتبار گاہکوں سے اٹھ جاتا ہے کہ کہیں یہ دیس دیس کے لوگ سحری یا افطاری کو فری سمجھ کر ریسٹورنٹ کے مالک کی فیاضی یا ثواب کے زمرے میں ڈال دیں۔ ہاں تو رمضان المبارک میں ہر ریسٹورنٹ والے جیسا کہ میں نے بتایا پہلے پیسے لیتے ہیں پھر پرچی دیتے ہیں تب کھانا ملتا ہے مگر حیران کن بات

Marfat.com

ایک ریسٹورنٹ میں دیکھی کہ پہلے کھانا مہیا کیا اور میں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا یعنی کہ روزہ رکھا۔ میں نے سمجھا کہ شاید یہ ہوٹل والوں کی فیاضی ہے کہ لوگوں کو فری روزہ رکھوا رہے ہیں مگر جب میں باہر آیا تو احساس ہوا کہ ایسی کوئی بات نہیں میں نے واپسی پر بل کی ادائیگی کی اور پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہ کن کا ریسٹورنٹ ہے انہوں نے بتایا کہ ترکی والے ہیں اور شاید یہ گاہکوں پر زیادہ اعتبار کرتے ہیں اور اس لیے یہاں دوسروں کی نسبت زیادہ رش ہے۔ یہ ترکی والوں کی یہاں بہت اعلیٰ بات تھی مگر جب مجھے ترکی جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں معاملہ کچھ اور ہی تھا جس کا ذکر میں اپنی ترکی والی کتاب میں کروں گا۔

ان دنوں ہوٹلوں میں رہائش ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ نہ ممکن ہوتا ہے۔ خانہ کعبہ کے اردگرد بے شمار ہوٹلوں میں تو بکنگ پہلے ہی مکمل ہو چکی ہوتی ہے شاید ایک دو کمرے مل جائیں۔ ان کا کرایہ بھی آسمانوں سے باتیں کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان دنوں مقامی لوگ بھی رمضان المبارک کی رحمتوں سے فیض یاب ہونے اور پانچ وقت کی نماز باجماعت خانہ کعبہ میں ادا کرنے کی غرض سے ہوٹل میں کمرے بک کروا لیتے ہیں۔

دوسرے مکانوں میں جہاں رمضان کے علاوہ ان کے مالک یا پھر ان کے کارندے آپ کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں جیسے ہی آپ بس یا ٹیکسی وغیرہ

Marfat.com

سے اترتے ہیں ہر طرف سے دو چار آدمی آپ کو گھیر لیتے ہیں کہ آیئے جناب ہمارا ہوٹل ہر لحاظ سے نہایت اعلیٰ ہے۔ آپ کا سامان اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں ساتھ یہ اصرار کرتے ہیں کہ صرف ایک بار دیکھ لیں پھر آپ کی مرضی مگر اس کے برعکس ان دنوں زائرین ان کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں۔ پہلے تو وہ سنی ان سنی کر دیتے ہیں پھر وہ تین بار کہنے پر وہ سب سے پہلے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جگہ تو نہ ہے مگر کوشش کر کے آپ کے لئے کوئی کمرہ نکال لیتے ہیں مگر ایک بات بالکل واضح کر دیتے ہیں کہ آپ خواہ ایک دن رہیں یا ایک ماہ آپ سے کرایہ کی رقم پورے رمضان یعنی Season کی ہی وصول کی جائیگی اور پھر وہ بھی ان کی مرضی کے مطابق خصوصاً حرم شریف کے قریب ہوٹلوں اور ہوٹل نما مکانوں میں منہ مانگے دام وصول کئے جاتے ہیں۔ اس لیے انتہائی مناسب یہ ہے کہ یہاں سے ہی بکنگ کروا کر جائیں تاکہ کسی قسم کی پرابلم نہ ہو۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ صبح صبح اٹھنا سحری کھانا اور پھر عمرہ کرنا، طواف اور دوسری زیارتیں کرنا یقیناً ایک زور آور کام ہے۔

یہاں ایک بات آپ کو بتاتا چلوں کہ جب بھی آپ نے نیا عمرہ کرنا ہے تو آپ کو حدود تک جانا ہوتا ہے اور اگر آپ باہر نکلیں گے تو چاروں اطراف بسیں، ویگنیں، کاروں والے آوازیں لگاتے نظر آئیں گے کہ مسجد عائشہ مسجد عائشہ

Marfat.com

دراصل جب بھی عمرہ کرنا ہو نزدیک (حد) مسجد عائشہ ہے وہاں جا کر غسل اور وضو کر کے مسجد کے اندر دو رکعت نماز ادا کریں اور پھر خانہ کعبہ کی جانب چل پڑیں۔

فرض کی ادائیگی اور حصول ثواب کی جستجو زائرین کے ذہن میں ہر وقت رچی بسی ہوتی ہے۔ انسان ساری دنیا سے منہ موڑ کر یکسوئی کے ساتھ عقیدت اور حسن محبت میں یکتا ہو کر اللہ جل شانہٗ کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ حرمین شریفین اور ارض پاکستان کے سجدوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پاکستان میں آپ نماز کسی بھی جگہ پڑھیں ایک نماز کا ثواب ملے گا لیکن یہی نماز فرض ہو یا نفل بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ کے مساوی ہو جائیگی اور مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہو جائیگی۔ اس کے بعد آدمی کافی تھک جاتا ہے۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ شوق اور جذبہ میں وہ یہ محسوس نہیں کرتا اور ایسا خیال بھی اپنے دل میں نہیں لاتا۔ آخر پھر بھی انسانی جسم ہی تو ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حرم کے سامنے رہیں تو آپ فوراً وضو کر کے چند منٹ میں حرم پہنچ گئے۔ اس طرح ایک لاکھ نماز کا ثواب حاصل کر لیا۔ دوسری صورت میں اگر آپ حرم سے دور رہائش پذیر ہیں جس وقت تک آپ پہنچیں گے، لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔

رمضان المبارک میں حاجیوں کا رش اس قدر ہوتا ہے کہ بعض اوقات حج

Marfat.com

کے وقت جیسا ہو جاتا ہے۔ اصل میں مجھے اندازہ نہ تھا اس لیے میں دو تین بار عشا کی نماز پڑھنے گیا تو دیکھا کہ مجھے تو خانہ کعبہ کے دروازے کے باہر بھی جگہ نہیں مل رہی، دوسرے دن میں احتیاطاً روزہ کھول کر فوراً چلا گیا اور پھر خانہ کعبہ کے قریب پہنچ کر طواف کرتا رہا۔ ستائیسویں رمضان المبارک کے لیے میں نے ایسا ہی پلان تیار کر لیا کہ مجھے عصر کے وقت ہی چلا جانا چاہیے اور پھر سو میں عصر کی نماز پڑھ کر وہیں بیٹھ گیا اور روزہ کھولنے کے لیے کچھ اشیاء اپنے ساتھ لے گیا تا کہ مجھے واپس باہر نہ آنے پڑے۔ دیکھتے ہی دیکھتے رش بڑھتا گیا اور آپ اندازہ کریں کہ عشا کے وقت اس قدر رش تھا کہ کھڑے ہونے کی جگہ بمشکل تھی۔ ایک بات ہے کہ جب آپ ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں تو کوئی دوسرا آپ کو تنگ یا اٹھانے کی جرأت نہیں کرتا سو میں نے بھی اپنی جگہ سنبھالی ہوئی تھی۔ جتنی رات گہری ہوتی گئی رش بڑھتا گیا اور مجھے باہر جانے کی ہمت نہ ہوئی کیونکہ باہر جانے کیلئے اب کوئی راستہ نہ تھا۔ رش کی وجہ سے اگر نکلتا تو کم از کم دو گھنٹے لگ جاتے سو میں اللہ کے گھر میں بیٹھ کر اس عظیم رات میں ذکر الٰہی سے خوب خوب لطف اندوز ہوتا رہا اور اپنے رب کا شکر ادا کرتا رہا کہ اس نے مجھ کمزور شخص پہ اتنا رحم کیا کہ اتنی عظیم برکتوں والی رات کو اپنے گھر میں رکھا۔ اس رات کے آخری پہر میں میں نے بغور دیکھا تو

Marfat.com

مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے فرشتے قطار اندر قطار اتر رہے ہیں ایک عجیب سماں تھا نا قابل بیان' نا قابل فہم' نا قابل تحریر' کاش وقت تھم جاتا گھڑی کی سوئیاں چلنا رک جاتیں اور میں رحمتیں خداوندی سمیٹتا رہتا مگر آہستہ آہستہ رات صبح کی طرف چلنے گی' ہلکے ہلکے بادل نمودار ہوئے ابر رحمت اور برسامیں نے خانہ کعبہ کی چھت پہ گرنے والا بارش کا پانی اس پرنالے سے ہوتا ہوا جب نیچے آیا تو اس میں اپنے آپ کو بھگونے کی سعادت بھی حاصل کر لی۔ تھوڑی دیر بعد آسمان نیلگوں بادل چھٹ گئے اور پھر ابابیل یہی مختلف پرندے آئے اور میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ پرندوں نے خانہ کعبہ کا طواف شروع کر دیا خدا کی قسم یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ تمام پرندے گھوم رہے ہیں' اللہ کے گھر کے گرد مگر کوئی چھت پہ نہیں بیٹھتا شاید یہی اللہ کی وحدانیت اور حقانیت کا ثبوت تھا۔ اس منظر کو مسلمان تو کجا کسی اور مذہب کا فرد بھی دیکھتا تو اس کے منہ سے نکلنا اللہ اکبر اللہ اکبر۔

میں جب ان ننھی ننھی چڑیوں نما ابابیل کو دیکھ رہا تھا مجھے قرآن پاک کی سورۃ فیل یاد آ گئی۔ میں تاریخ کے سمندر میں گم ہو گیا۔ ہوا یوں کہ یمن کے بادشاہ ابراہہ نے صنعا شہر میں گرجا بنوایا جسے قلیس کہا جانے لگا اس کا مقصد یہ تھا کہ عربی لوگ کعبہ میں جانے کی بجائے ادھر آئیں۔ عربوں کو اس پر غصہ تھا'

Marfat.com

ایک کنانی آدمی نے اس میں گندگی کردی ابراہہ کو پتہ چلا تو اس نے قسم کھائی کہ بیت اللہ کو گرا کر دم لوں گا۔ ہاتھیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی کر دی۔اسے بتایا گیا کہ مکہ کے سردار عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔قناطہ ان کے پاس ابراہہ کا پیغام لایا کہ وہ بیت اللہ گرانا چاہتا ہے آپ اس کے ساتھ ابراہہ کے پاس گئے۔حضرت عبدالمطلب انتہائی خوبصورت' خوش شکل اور عظیم قد کاٹھ کے مالک تھے۔جب اس نے دیکھا تو مرعوب ہو گیا اور اٹھ کر آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیسے آئے ہو آپ نے کہا میرے دوسو اونٹ واپس کر دے ابراہہ نے کہا میں نے تم کو دیکھا تھا تو بہت عظیم آدمی سمجھا تھا مگر تم نے تو بہت معمولی بات کی میں تمہارے دین کی بنیاد خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہوں تمہیں اس کی فکر نہیں۔عبدالمطلب نے کہا میں اپنے اونٹوں کا مالک ہوں اس گھر کا مالک تو خدا ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا' اس نے آپ کو اونٹ واپس کر دیئے۔

آپ نے خانہ کعبہ میں جا کر دعا کی کہ اللہ تو اپنے گھر کی حفاظت فرما اور ان کو شکست دے۔ابراہہ نے اگلے دن خانہ کعبہ کی طرف بڑھنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے پرندے بھیجے' ہر پرندے کے منہ اور پنجوں میں پتھر تھے جو چنے کے دانہ کے برابر تھے وہ جس کو لگتا وہ مر جاتا۔

Marfat.com

ابراہہ کو بھی پتھر لگے' درباری لے کر یمن چلے راستے میں اس کے ساتھی ایک ایک کر کے گرتے گئے وہ صنعا پہنچا تو چوزے کی طرح ہو چکا اور مر گیا۔ جو اللہ کے گھر کو مٹانا چاہتا تھا خود غرق ہو گیا اور نشان عبرت بن گیا۔ اللہ نے اس واقعہ کو قرآن پاک کی سورالفیل میں بیان فرمایا ہے۔

ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ خانہ کعبہ میں بیٹھے مختلف نظاروں کو دیکھتے دیکھتے فجر کی نماز کا وقت ہو گیا' نماز پڑھی پھر کچھ جنازے موجود تھے' نماز کے فوراً بعد نماز جنازہ بھی ادا کر دی جاتی ہے۔ تب آہستہ آہستہ سورج نے اپنا چہرہ دکھانا شروع کیا' کرنیں غلاف کعبہ پر سلام کرنے آئیں۔ یہاں ایک بات بتاتا چلا جاؤں کہ کعبہ اللہ کے اردگرد جتنا پتھر لگا ہوا ہے وہ ہمیشہ ٹھنڈا رہتا ہے خواہ گرمی جتنی بھی ہو میں خود جون' جولائی میں بھی وہاں طواف کرتا رہا ہوں لہٰذا فرش پر ٹھنڈا پتھر لگا ہوا ہے جو گرم نہیں ہوتا۔

رمضان المبارک میں ایک بات کا خاص خیال رکھیں کہ جب بھی نماز یا دوسری عبادات کے لئے ہوٹل سے نکلیں تو وضو بھی کر لیں ورنہ جہاں طہارت خانہ اور وضو کی جگہ ہے وہاں لمبی لمبی قطاروں میں کافی دیر انتظار کرنا پڑے گا اور اس دوران ہو سکتا ہے کہ باجماعت نماز نہ ادا کر سکیں۔ میرے ساتھ ایک واقعہ رمضان میں پیش آیا، سن لیں۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ جنوری کا مہینہ

Marfat.com

تھا۔ میں ہوٹل سے حرم شریف کیلئے نکلا تو موسم نہایت خوشگوار اور ٹھنڈا تھا۔ میں کچھ دور گیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں وضو کر کے نہیں آیا۔ میں واپس جانے کا سوچنے لگا۔ واپس مڑنے لگا تو میری نظر ایک خوبصورت اور تعمیر کے اعلیٰ نمونے کی بلند و بالا بلڈنگ پر پڑی۔ قریب جا کر دیکھا تو وہ پلازہ تھا۔ میں نے اس غرض سے کہ چلیں اندر سے وضو کر لیتے ہیں۔ پلازہ میں داخل ہو گیا۔ اندر جاتے ہی مجھے محسوس ہوا کہ میں مناسب درجہ حرارت میں آ گیا ہوں لہٰذا پہلا Floor دیکھا۔ بے شمار اشیاء قیمتی اور خوبصورت اسی طرح دوسرا فلور بھی تھا اور Revolving سیڑھیاں ایک فلور کو دوسرے فلور کے ساتھ ملاتی جا رہی تھی مگر ایک فلور پر جا کر میں نے محسوس کیا کہ یہاں سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آ رہی ہے۔ میں سمجھا کہ کسی دوکان والے نے کیسٹ لگائی ہوگی کیونکہ پاکستان میں اب تو بعض مولانا حضرات اپنے وقت کی بچت کیلئے مسجدوں میں کیسٹ ریکارڈر رکھ کر اور سپیکر اس کے آگے لگا کر خود آرام فرمانے چلے جاتے ہیں کہ شاید تیرے دل میں اتر جائے میری بات جو خواہ منہ سے نکلے یا کیسٹ سے۔ میں اس فلور پر وہ دوکان ڈھونڈنے لگ گیا مگر وہاں کسی قسم کی کوئی دوکان نظر ہی نہ آ رہی تھی میں حیران تھا کہ یا اللہ کیا معاملہ ہے کہ اچانک میری نظر ایک دروازے پر پڑی تو میری حیرت گم ہو گئی کہ اس سارے فلور پر پلازہ کے مالک

Marfat.com

یا ارباب اقتدار نے مسجد بنوائی ہوئی تھی۔ میں کافی دیر وہاں ششدر کھڑا رہا اور پلازہ کے مالک اور صاحبِ اقتدار کے متعلق سوچتا رہا اور ان کو داد تحسین دیتا رہا۔ یہ خیال دل میں بار بار آتا کہ کاش میرے ملک کے صاحب ثروت بھی ان کے نقش قدم پر چلیں کہ جنہوں نے لاکھوں نہیں کروڑوں روپے خرچ کر کے پورا فلور مسجد میں تبدیل کر دیا اور قابل قدر بات یہ ہے کہ حرم کے بالکل سامنے پلازہ ہے اور درمیان میں صرف سڑک کا راستہ ہے۔ جب حرم میں رش زیادہ ہوتا ہے تو لوگ یہاں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے یہ بہانہ بنا کر بچت نہ کی کہ حرم شریف بالکل سامنے ہے لہٰذا پلازہ میں مسجد کی کوئی ضرورت نہ ہے۔

یہ ہے ایمان کی حرارت اور اسکی مضبوطی۔ خدا ہمارے اہل اقتدار اور اہل ثروت کو ایسی ہی توفیق دے بلکہ صاحب اقتدار کو چاہئے کہ وہ پورے ملک میں یہ حکم دے دیں کہ ہر پلازہ کے ایک فلور پر مسجد لازمی ہوگی۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب' وزیر اعظم اور صدر پاکستان سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ ایسا قانون بنا دیں کہ پورے ملک میں کسی پلازہ کا نقشہ ہی اس وقت تک پاس نہ ہو جب تک اس میں عبادت کیلئے جگہ نہ رکھی جائے۔

اس کے بعد ہی اس کا نقشہ پاس ہوگا' شاید اس قسم کے ایک آرڈر سے خدا تعالیٰ کی رحمت ایوانِ اقتدار پر نازل ہو جس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ بہر حال

Marfat.com

میں نے یہ واقعہ اس لئے تحریر کر دیا ہے کہ میں اس سے بے حد متاثر ہوں اور شاید اس بات کو سن کر یا پڑھ کر کوئی ایک شخص بھی اس پر عمل کرے تو میں سمجھوں گا کہ کتاب لکھنے کا میرا مقصد پورا ہو گیا۔

پہلی بار جب میں خانہ کعبہ گیا تو چند بڑی بڑی محل نما عمارتیں دیکھیں تو مجھے ایسا لگا کہ شاید شاہوں نے اپنے لئے تعمیر کی ہوئی ہیں اور اس میں رہائش پذیر ہیں مگر اس دفعہ میں نے بغور study کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں بڑے بڑے دفاتر اور پلازے ہیں اور پلازے بھی ایسے کہ جدید دور کی مکمل تصویر ہیں۔ تقریباً پوری دنیا میں بھی گھوم پھر چکا ہوں ان سے کم نہ ہیں صرف فرق یہ ہے کہ وہاں عموماً دوکانوں پر فروخت کرنے کے لئے عورتیں بن سنور کر اپنی اشیاء فروخت کرتی ہیں جبکہ یہاں صرف مرد اور اکثر وہ بھی باریش یعنی داڑھی والے ہوتے ہیں اور زیادہ تر عربی لباس پہنے ہوتے ہیں۔ بہت کم دوکاندار ایسے ہوتے ہیں جو عربی کے علاوہ انگلش میں بات کرتے ہیں ورنہ ہوتا یوں ہے کہ اگر آپ نے کوئی چیز پسند کر لی ہے تو اس کی قیمت کیلکولیٹر پر آپ کو بتاتا ہے کیونکہ وہ انگلش نہیں بول سکتا اور پھر خلاص یعنی آپ فارغ ہیں یہ کہہ دیتا ہے۔

ایک وبا دوسرے ممالک سے ادھر پھیلی ہوئی بھی دیکھی کہ بڑے بڑے سٹورز کلیئرنس سیل کے نام پر اہل ملک اور زائرین کو چکر دیتے ہیں۔ میں نے

Marfat.com

دیکھا کہ ایک جگہ زائرین کا رش تھا وہاں ایک بڑے سٹور پر لکھا تھا کہ قیمتوں میں 40 فیصد کمی، میں بھی اس شوق میں کہ چلیں یہاں سے کچھ چیزیں خرید کر اپنے دوستوں کو تحفے کے طور پر دے دوں گا اور میری غربت کا بھرم رہ جائے گا۔ میں نے مختلف چیزیں دیکھیں۔ اب مجھے ان کی اصل قیمت کا اندازہ نہ تھا لہٰذا میں سمجھا کہ بہت سستی ہیں اور میں نے کچھ چیزیں فوراً خرید لیں کہ کہیں پھر ملیں ہی نہ اور یوں میں اس رعایت سے محروم رہ جاؤں۔ میری نظر اچانک ایک تولیے پر پڑی۔ میں نے پوچھا کہ اس کی قیمت کیا ہے۔ اس نے تیس ریال بتائی۔ میں نے غور سے اس پر لگا ہوا sticker مارکہ پڑھا پھر اسی قسم کا ڈیزائن اور رنگ دیکھنے لگا پھر میں نے تھوڑی دیر میں اس پلازہ کی دوسری دوکان میں دیکھا جہاں کسی قسم کی کوئی کلیئرنس سیل نہ تھی اور اس کی قیمت وہاں پچیس ریال تھی لہٰذا مجھے یقین ہو گیا کہ بس ایسے ہی لوگوں کو بیوقوف بنایا ہوا ہے۔ میں نے وہی تولیہ پچیس ریال میں دوسری دوکان سے خرید لیا اور اپنی اور ان خریداروں کی معصومیت پر ہنستا رہا جو ٹوکریاں بھر بھر کر کلیئرنس سیل سے مال لے جا رہے تھے اور بہت خوش تھے جیسے انہوں نے قارون کا خزانہ لوٹ لیا ہو۔

عربی پاکستانیوں کو کوئی زیادہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ شاید اس کی وجہ ہمارے اپنے اعمال ہیں۔ بہر حال رمضان المبارک کی ایک سرد رات جو شاید مکہ

Marfat.com

مکرمہ میں ایک حسین خواب کی مانند ہوتی ہے۔ میں ایک برگر کی دوکان پر کھڑا اپنے پیٹ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے کچھ خرید رہا تھا۔ میرے پیچھے ایک لمبی چوڑی لڑکی آ کر کھڑی ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک عربی آیا اس نے کہا کہ مستورات کی طرف جائیں وہ یقیناً پاکستانی تھی اس نے انگلش میں کہا کہ خواتین کا علیحدہ کوئی بندوبست نہیں ہے تب اس نے کہا تم ایک سائیڈ پر کھڑی ہو جاؤ اور پیسے مجھے دو میں تمہیں برگر لا کر دیتا ہوں۔ یوں پہلی دفعہ مجھے احساس ہوا کہ ابھی بھی عربیوں میں بلاتخصیص کہ وہ کس ملک کی خواتین ہیں' ہمدردی، خدمت اور عزت کا جذبہ موجود ہے۔ بے شمار ممالک میں ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ جب بھی راہ چلتے کسی خاتون نے اگر کسی مرد کے خلاف مردوں کو پکارا تو سمجھ لیجئے کہ اس شریف یا بدمعاش شخص کی کم بختی آ گئی اور پھر ہر شخص نے بغیر تصدیق کئے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ غلطی یا زیادتی کس کی ہے؟ اس مردمعصوم پر ٹوٹ پڑنا اپنا فرض اولین سمجھا ہے۔ جس کسی نے آج تک مکھی بھی نہ ماری ہو وہ ایک زوردار تھپڑ اس کو رسید کرنا اپنا اخلاقی اور مذہبی فرض جانتا ہے اور یوں ہر شخص بڑھ چڑھ کر یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس کا سب سے بڑا خیر خواہ اور ہمدرد ہے۔

ایک عورت نے شور مچایا کہ میں لٹ گئی اور لوگوں نے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کو لہولہان کر دیا۔ وہ عورت چیختی چلاتی رہی۔ وہ جتنا روتی لوگ اس شخص کی

Marfat.com

اتنی ہی زیادہ پٹائی کرتے۔ جب وہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا تو لوگوں کو خوف ہوا کہ کہیں مدعا ہمارے سر نہ پڑ جائے، ادھر ادھر ہو گئے۔ وہ خاتون بھاگتی ہوئی آئی اور اپنے دوپٹہ سے اس کا خون صاف کرنے لگی اور جلدی سے قریب ہی سے دال چنے والی ریڑھی سے پانی لا کر اس کے منہ میں ڈالنے لگی کیونکہ یہ ساتھ ہی کھڑا تھا۔ کسی نے ایک تھپڑ مارا اور پھر سارے ہجوم نے خاوند کو مار مار کر لہولہان کر دیا۔ خدا خیر کرے ایسے خاوندوں کی۔

یہاں میں یہ بتاتا چلا جلاؤں کہ دوست جو اہم مقامات کی زیارت کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے مکہ میں بہت محلات اور پرانے مکان' مساجد اور پہاڑ موجود ہیں جن میں قلعہ اجیاد اگر ہم اسے اسلامی عجائب گھر کہہ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ مکانات میں ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا مکان' جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم عبداللہ بن عبدالمطلب کا مکان' علی بن ابی طالب کا گھر اور ابوسفیان کا مکان شامل ہیں۔ جہاں مکہ مکرمہ میں بہت سے دوسرے مقدس اہم مقامات ہیں اسی طرح اہل علم پیاس بجھانے اور علماء اکرام کے علم میں اضافہ کرنے کے لیے مختلف لائبریریاں بھی موجود ہیں۔ سب سے پہلے میں ذکر کروں گا حرم لائبریری کا یہ انتہائی پرانی اور اس میں اہم اسلامی کتب موجود ہیں اور اہل ذوق کے لیے دن رات کھلی رہتی ہے۔ ایک لائبریری محلہ زاہر میں ہے

Marfat.com

اور یہ سعودیہ محکمہ تعلیم کے زیر اہتمام چلتی ہے۔ اس میں ہر قسم کی کتابیں بآسانی مل جاتی ہیں۔ ایک اور جامع فرقان لائبریری ہے یہاں ثقافتی اور دینی تمام علوم پر کتب مل جاتی ہیں۔ حرم کے قریب ہی ایک خوبصورت مکہ لائبریری ہے اس میں نایاب اور بے مثال کتب دستیاب ہیں۔ بہر حال میرے علم کے مطابق تقریباً یہی لائبریریاں مکہ مکرمہ میں موجود ہیں اس کے علاوہ اگر چھوٹی ہوں تو میرے علم میں نہیں ہیں۔

ایک اہم پہاڑ جسے جبل حرا کہتے ہیں یہ غار حرا کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی ابتدا یہیں سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے قبل بھی عبادت کے لیے یہیں تشریف لے جاتے۔ ایک اور اہم پہاڑ جبل ثور مکہ کی نشیبی طرف ہے۔ ہجرت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی غار میں رہے تھے دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء علیہ السلام نے نماز پڑھی یہ مکہ کی قدیم مسجد ہے۔ ایک اور اہم جگہ منیٰ ہے کہ جہاں حاجیوں کو رات رکنے کا حکم ہے۔ یہاں حاجی جمرات کو کنکریاں مارتے ہیں دراصل دوران حج یہ بہت آباد ہوتا ہے۔ دوسرے دنوں میں یہاں کوئی رش نہیں ہوتا۔ اس کے عرفہ جسے عموماً عرفات کہا جاتا ہے یہاں حاجیوں کا ٹھہرنا فرض ہے۔ مذدلفہ واپسی پر

Marfat.com

حاجیوں کو جانے اور ٹھہرنے کا حکم دیا گیا ہے' لیکن عمرہ میں یہ ضروری نہیں ہے اس کے علاوہ سکول مدرسے' خیراتی ادارہ جات بھی موجود ہیں۔

یہ ایک دلچسپ بات آپ کے علم میں لاؤں کہ اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں کو قرآن پاک سنائیں' آپ ؐ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو ساتھ لیا اور ان کو ایک خط بھیج دیا۔ یہاں پھر مسجد جن عین اسی جگہ بنائی گئی ہے۔ ایک اور اہم جگہ جہاں سے تیزی سے گزر جانا چاہئے منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک وادی جس کا نام محزہ ہے اور ایک مشہور مسجد عائشہ تقریباً 7.5 کلومیٹر دور مدینہ روڈ پر ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی نسبت سے اس کا نام رکھا گیا ہے۔

اب عزیز اُن من جب انسان کسی کے ایریا' شہر یا ملک میں جاتا ہے یا کسی کو ملنے اس کے گھر جاتا ہے تو اس کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرتا ہے اب مجھے بھی پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ کا رخ کرنا ہے' مجھے حضورؐ کی دعا یاد آ گئی

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا الْمَکَّةَ اَوْ اَشَدُّ

اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح جاگزیں فرما جیسے مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے جس طرح

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا۔ جیسا کہ سیدنا علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مدینہ کے حرم میں گھاس نہ کاٹی جائے شکار کو نہ ڈرایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے الا یہ کہ اعلان کرنے والا اس کو اٹھالے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ اس میں لڑائی کے لیئے اسلحہ اٹھائے یا کسی درخت کو کاٹے البتہ اپنے اونٹ کو پتے وغیرہ کھلا سکتا ہے۔ مجھے حضور پاکؐ کی وہ حدیث بھی یاد آئی کہ دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا یعنی تمام دنیا میں جائے گا مگر ان دو پاکیزہ شہروں میں اس کا داخلہ بند ہے۔ سبحان اللہ جس شہر کے بارے میں ہمارے پیارے نبیؐ نے پیار اور محبت کا اظہار فرمایا ہر مسلمان کے دل بھی یقیناً اسے دیکھنے اس میں رہنے اور اس میں مرنے کے لیے بے تاب ہوں گے۔ اسی عشق اور محبت میں لبریز میرا دل سفر مدینہ کے لیے شروعات کر رہا تھا۔

یہاں دلچسپ بات یہ ہے کہ مدینہ منورہ کا ایک نام نہیں بلکہ کئی نام ہیں۔ شروع شروع میں اسے یثرب کے نام سے پکارا جاتا تھا مگر حضور اکرمؐ نے اس کا نام المدینہ رکھا' اسے کحالہ طیبہ بھی کہتے ہیں۔ بس اس دعا کے ساتھ کہ یا اللہ میں محبوب خدا اور پیارے نبیؐ کی سرزمین کی جانب چلنے والا ہوں مجھ سے کوئی غلطی سرزد نہ کروانا اور میری کوتاہیوں کو معاف فرمانا۔

Marfat.com

یہاں بتا تا چلا جاؤں کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جس کی مسافت طے کرنے میں کم وبیش پانچ تا چھ گھنٹے لگتے ہیں' لیکن سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کی سعادت کے سامنے کم یا زیادہ فاصلہ انتہائی ہیچ ہے۔ مدینہ طیبہ کا ارادہ کرتے وقت روضہ مبارک کی زیارت کی نیت ضروری ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

جو میری قبر پر میری زیارت ہی کا مقصد لیکر آئے تو مجھ پر اس کا یہ حق ہوگا کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں (طبرانی) جو میری زیارت کے لئے میری قبر پر حاضر ہوا، مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہوگئی اگر کوئی میرے وصال کے بعد میری قبر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا تو یہ ایسا ہی کہ اس نے گویا میری زندگی میں ہی میری زیارت کی (مشکوٰۃ شریف)

ان احادیث کا انسان کو علم ہو پھر وہ سعادت سے کیسے محروم لوٹ آئے چنانچہ روضہ انور کی حاضری نے میرے دل میں بھی ہلچل مچادی اور آنکھیں سبز گنبد کو تلاش کرنے لگیں کیونکہ مکہ سے مدینہ کی جانب سفر شروع ہو چکا تھا۔ گاڑی فراٹے بھر رہی تھی۔ بعض اوقات گاڑی اگر فراٹوں کی بجائے حراٹے بھرنے لگ جائے تو پھر انسان منزل مقصود تک پہنچنے کی بجائے' کسی شہر میں پہنچنے کی بجائے شہر خاموشاں یعنی قبرستان پہنچ جاتا ہے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ایک سنسان سی

Marfat.com

جگہ پر دو تین ریسٹورنٹ تھے۔ ڈرائیور نے گاڑی وہاں روک دی اور کہا یہاں جو آپ کھانا پینا چاہتے ہیں کھا لیں۔ میں نیچے اترا دیکھا بڑے بڑے ہال نما کمرے ہیں اور کچھ پتھر سے بنے ہوئے تھڑے ہیں جن پر قالین بچھے اور گاؤ تکیے پڑے ہوئے تھے۔ علیحدہ کرسیاں بھی موجود تھیں' مختلف اقسام کے کھانے موجود تھے انڈین' بنگالی' پاکستانی' عربی۔ مجھے ہمیشہ وہاں کے دنبے یا بکرے کے گوشت کا شوربہ ہی پسند ہوتا ہے۔ اس قسم کا ذائقہ دار کھانا بالخصوص یہ ڈش میں نے کھائی نہ دیکھی۔ جب بھی اللہ تعالیٰ آپ کو سفر حبیب پر لے جائے تو ایک دفعہ ضرور یہ کھا کر دیکھیئے گا آپ کو اتنا مزہ کبھی فائیو سٹار یا سیون سٹار ہوٹلوں میں نہ آیا ہوگا جیسا فرش پر بیٹھ کر کھانے میں آیا ہوگا۔ کھانے کے ساتھ ساتھ گرین ٹی کی بڑی چینک اور ساتھ چھوٹے چھوٹے کپ بھی پیش کیے جاتے ہیں یہ عربی گاوا کہلاتا ہے یا اسے آسانی کے لیے گرین ٹی کہہ لیں۔ عربی کھانے کے بعد تقریباً آدھ یا ایک کلو کھجور بھی کھا جاتے ہیں۔ لہٰذا میں نے مغلیہ بادشاہوں کی طرح گاؤ تکیے والے قالین بچھے حصہ پر بیٹھ کر خوب انجوائے کیا اور پیٹ بھر کر کھانا اور کچھ کھجوریں' گرین ٹی وغیرہ بھی پی۔ اس کے بعد گاڑی میں بیٹھ گئے اور سفر شروع ہو گیا۔ ڈرائیور مجھے بتا رہا تھا کہ کتنی دیر بعد ہم مدینہ طیبہ کی سرزمین میں داخل ہو جائیں گے۔ میں سوچنے لگا کہ سائنس کس حد تک ترقی کر چکی ہے

Marfat.com

کہ اب مکہ سے مدینہ کے سفر میں صرف چند گھنٹے لگتے ہیں اور ایک وہ وقت تھا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے ہجرت اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران پندرہ دن لگے تھے (اس میں وہ تین دن بھی شامل ہیں جو آپ نے غار ثور میں قیام فرمایا تھا)۔راستے بھر میں ڈرائیور سے مدینہ منورہ کی زیارت کے بارے میں معلومات لیتا رہا۔ڈرائیور پڑھا لکھا شخص تھا بلکہ ڈرائیور سے کہیں زیادہ اگر اسے گائیڈ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔وہ بڑے اعتماد سے اپنی گفتگو کرتا جارہا تھا۔میں نہ رہ سکا اور پوچھ ہی بیٹھا کہ یار تم اتنی معلومات رکھتے ہو تو پھر یہ کس کام میں لگے ہوئے ہو اور کچھ نہیں تو گائیڈ ہی بن جاؤ۔وہ کہنے لگا کہ دیکھئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں طلوع اسلام سے لیکر اب تک کی معلومات کا مکمل ادراک حاصل ہے۔میں نے اس کی ذہانت کا امتحان لینے کیلئے پوچھا کہ بتاؤ طیبہ کیا ہے؟

وہ بغیر ٹھہرے ہوئے جھٹ سے بولا۔مدینہ منورہ کا لقب ہے۔میں نے پھر دوسرا سوال داغ دیا۔یثرب کے بارے میں کیا معلوم ہے۔اس نے پھر بغیر دیر لگائے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اس کا نام یثرب تھا۔یثرب ملامت کرنے کو کہتے ہیں چونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت خراب تھی اور لوگ اس کی فضا میں اکثر بیمار رہتے تھے۔اس لئے اگر کوئی شخص کسی جگہ سے ترک

Marfat.com

سکونت کر کے یہاں چلا آتا تو لوگ اسے ملامت کرتے تھے اس کو بیوقوت اور برا بھلا کہتے کہ اپنا سازگار وطن چھوڑ کر یہاں کیوں آ گیا ہے مگر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے اس کی تاثیر ہی بدل گئی۔ نہ صرف اس کی بیماریوں کا خاتمہ ہو گیا بلکہ یہاں کی مٹی اور پانی کو بطور شفا محسوس کیا جانے لگا۔

یہ باتیں سن کر مجھے ایک خوبصورت شعر یاد آ گیا:

نہ جب تک تو نے اے یثرب کف سرکار چومے تھے
تیرے ذوروں میں تابش تھی نہ تیرے بام و درروشن

ڈرائیور نے مجھے یہ بھی بتایا کہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر چھوٹی چھوٹی بچیوں نے جو استقبالیہ ترانہ دف بجا بجا کر پڑھا تھا آج بھی مشہور و معروف ہے اور اب بھی کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

ترجمہ: وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کے چاند طلوع ہوا ہے۔ اللہ کے داعی نے جو دعوت دی ہے اس پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔

میں نے ڈرائیور سے کہا کہ اب باتیں چھوڑو اور گاڑی کی سپیڈ تیز کرو چنانچہ گاڑی پہلے سے کہیں زیادہ آواز میں فراٹے بھرنے لگی اور میں اس سفر سے

Marfat.com

انتہائی لطف اندوز ہونے لگا تب یہ اشعار میرے ذہن میں گونجنے لگے:

مدینے کا سفر ہے اور میں دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لرزیدہ لرزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ ، زبان لغزیدہ لغزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی کئی میل دور روضہ اقدس کا سبز گنبد اور مسجد نبوی کے مینار دکھائی دینے لگے۔:

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

میری زبان نے خود بخود درود و سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنا شروع کر دیا:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسولؐ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبؐ اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلقؐ اللہ

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یاخاتم النّبیینؐ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارحمۃ للعالمینؐ

میری آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو گئے۔ آواز آہستہ ہوتی جا رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا منہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روضہ دیکھوں گا۔ اپنی کمزوریوں اور گناہوں سے ڈرنے لگا اور میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ شرم و ندامت کے سمندر میں ڈوب کر میں اپنے ضمیر کی آواز سن رہا تھا اور مجھ سے یوں مخاطب تھا:

تو وہی ہے جو کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا۔ اخلاق سے عاری تھا۔ تیری زبان سے غلاظت اور تیری آنکھوں سے بے شرمی اور چالاکی ٹپکتی تھی۔ تیری گردن میں غرور کا سریا تھا۔ تیری چال میں مستی تھی، عزت کی بجائے دولت تیرے ہاں معیار تھی۔ رقص و سرود کی محافل میں اطمینان محسوس کرتا تھا' شیطان کا ہم قدم بننا تمہیں اچھا لگتا تھا' نیکی سے منہ چھپاتا اور برائی کا اشتہار لگانا تیرے لیے عام سی بات تھی۔ انسانیت کو دکھ دینا تیرے لیے کوئی بہت بڑا گناہ نہ تھا۔ بے ادب ہونے کو طاقت کا سرچشمہ سمجھتا تھا۔ ان حالات میں جب مست تھا کیوں آیا اس پاک سرزمین پر؟ آخر کیوں؟ آنسوؤں سے تر آنکھوں اور شرمندگی سے بھرپور ضمیر تھا مگر دل یہ کہہ رہا تھا

Marfat.com

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہیں تو ہو

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یعنی ادب کی جگہ ہے آسمان کے نیچے عرش سے بھی نازک تر ہے۔ یہاں پر حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ جیسے بڑے صوفیاء اپنے ہوش و ہواس کھو بیٹھے میں عاجز کیا چیز ہوں۔

کوئی بات نہیں مجھ میں، نہ کچھ ننگ و نام آقا
تیرے در تک آپہنچا، آگے تیرا کام آقا

شہنشاہِ سرکار مدینہؐ کے روضہ منورہ سے ابھی کچھ فاصلہ پر ہی تھا کہ مجھے خیال آ گیا۔ کیوں نہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لی جائے چنانچہ میں نے اپنے ہینڈ بیگ سے دعاؤں کی کتاب نکالی اور اس میں مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت کی دعا تلاش کرنے لگا۔ دعا کو عربی میں پڑھنے کے بعد میں نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی پڑھا تا کہ مفہوم سے آگاہ ہو سکوں۔:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡكَ السَّلَامُ وَ اِلَیۡكَ یَرۡجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا

Marfat.com

بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

الٰہی تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی ہے اور تیری طرف لوٹتی ہے سلامتی، زندہ رکھ ہمیں اے ہمارے رب سلامتی کے ساتھ اور داخل فرما ہمیں اپنے گھر میں جو سلامتی والا ہے۔ بابرکت ہے تو اے ہمارے رب اور عالیشان ہے اے عظمت اور بزرگی والے پروردگار، داخل فرما مجھے (مدینہ میں) داخل فرمانا سچا اور نکال مجھے مدینہ سے نکالنا سچا اور عطا کر مجھ کو اپنی جناب سے غلبہ یا فتح ونصرت اور کہہ دیجئے، آ گیا حق اور مٹ گیا باطل، بلاشبہ باطل مٹنے والا ہی ہے اور ہم اتارتے ہیں قرآن جو کہ شفاء اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے اور نہیں بڑھتے ظالم مگر خسارے میں۔

میں کار میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر سلام پیش کروں مگر ڈرائیور نے یہ کہہ کر مجھے پریشان کر دیا کہ مسجد نبوی رات کو بعد نماز عشاء مقفل کر دی جاتی ہے لہٰذا اب آپ کو کہاں اتاروں۔ یہ الفاظ سن کر میں دل ہی دل میں اپنے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے لگا

Marfat.com

کہ حضورؐ میں تو آپؐ کا مہمان تھا۔ مجھے سب سے پہلے آپؐ کے روضہ اقدس پر حاضری دینا تھی۔ یہ سب کیا ہوا؟ اسی اثناء میں ڈرائیور نے دوبارہ کہا کہ سر آپ کو کہاں اتاروں' میں نے کہا کسی ہوٹل میں لے چلو۔ اسی دوران میرے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص نے جس کو میں نہیں جانتا تھا اور وہ چار گھنٹے سے میرا ہم سفر تھا اور اس دوران اس نے کوئی بات بھی نہ کی تھی۔ کہنے لگا کہ آپ مہمان ہیں' آپ میرے گھر میں رہیں۔ میں نے کہا میں کبھی بھی کسی کے گھر میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس نے اصرار کیا تو اچانک میرے دل نے کہا کہ اے شخص ابھی تو تو نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گلہ کیا کہ میں آپ کے پاس آ رہا تھا مگر اب یہ شخص تجھے اپنے گھر مہمان بنا کر لے جا رہا ہے۔ مجھے ایسا لگا جیسے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے لئے انتظام کر دیا ہو لہٰذا مجھ سے انکار نہ ہو سکا اور مزے والی بات یہ تھی کہ اس شخص کا گھر روضہ رسولؐ کے سامنے والی گلی میں تھا۔ وہ سارا گھر میرے حوالے کر کے خود دوسرے گھر چلا گیا اور میں نے تقریباً ساری دنیا کا سفر کیا مگر آج تک کبھی کسی کے گھر قیام نہیں کیا۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے گھر میں مقیم تھا جس کو میں نہیں جانتا تھا مگر میرے دل میں صرف ایک بات تھی کہ میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا کہیں گے کہ میرے شہر میں میرا ایک غلام آیا اور ایک شخص نے اسے

Marfat.com

دعوت دی اور اس نے اس سے انکار کر دیا۔ رات کے بارہ بج چکے تھے' اب شوق دیدار روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سونے نہ دیا:

وہ کیسا سماں ہو گا' وہ کیسی گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر انؐ کے روضے پر پڑی ہو گی

پھر اذان کی آواز آئی۔ میں نے وضو کیا خوشبو لگائی اور باہر نکلا۔ ایک سڑک پار کی تو سامنے مسجد نبوی کے مین گیٹ پر کھڑا تھا۔ مسجد نبوی کی تاریخ میری آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔ یہ وہی مسجد ہے جس کی بنیاد آج سے چودہ سو سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں لگاتار ادا کرے اور درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہو تو دوزخ کی آگ' عذاب اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی اجتماعی عبادت کیلئے ایک مرکز کی ضرورت محسوس کی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کرنے کے لئے ایک مسجد کی تعمیر کیلئے حکم فرمایا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے ایک ناہموار قطعہ زمین

Marfat.com

جو دراصل اصل نخلستان تھا اور جہاں خرما خشک کر کے تمر بنایا کرتے تھے (یہ وہ جگہ تھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی اقصویٰ نے قیام فرمایا تھا) اور یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھا۔ بچے حضرت اسد بن زرارہ کے زیر پرورش تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یتیم بچوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ قطعہ زمین ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ بچوں نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم یہ زمین بلا معاوضہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں'' مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی نہیں ہوئے اور قطعہ زمین ان سے دس دینار میں خرید لیا۔ بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ رحمۃ اللعالمین جو خود یتیمی کا تاج سر پر رکھ کر اس عالم کون ومکان میں تشریف لائے وہ ان کو ان کے حقوق سے محروم کرتے۔

کاش ہمیں بھی عقل اور ہوش آ جائے، ہم یتیموں، مسکینوں اور عوام الناس کے حقوق پر ڈاکہ نہ ڈالیں۔ ہر چیز چھین کر اپنے کھاتے میں ڈالنے کی روایت کو ختم کر دیں، یقیناً کوئی معاشرہ بھی اس وقت تک ٹھیک نہیں رہ سکتا جب تک حقوق کی آزادی نہ ہو اور یتیم، غریب، مسکین اور کمزور اپنے حقوق کو طاقتور حاکم سے محفوظ تصور نہ کرے۔ یہاں ساغر صدیقی کا یہ شعر یاد آ رہا ہے

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطاں سے کوئی بھول ہوئی ہے

Marfat.com

شاید آج ہم یہ بھول گئے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بازار سے گزر رہے تھے ریڑھی پر کھجور بیچنے والے نے تین ڈھیریاں بنا رکھی تھیں ایک میں اول' دوسری میں دوم اور تیسری میں سوم کھجور رکھی ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تمام کھجوروں کو مکس کر دیا اور اسے کہا کہ اب تم علیحدہ علیحدہ ریٹ لگانے کے بجائے ایوریج ریٹ لگا کر بیچ لو مگر امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تفریق مت ڈالو۔ یہ ہوتے ہیں حکمران جو چھوٹی چھوٹی چیزوں کا بھی خیال رکھتے ہیں تاکہ معاشرے میں بگاڑ پیدا نہ ہو کاش اہل اقتدار بھی سوچیں اور اس پر عمل کریں۔

ہاں تو میں بات وہیں سے شروع کرتا ہوں کہ یہ جگہ خریدنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں اور ٹیلوں کو برابر کر دیا جائے۔ کھجور کے درخت کاٹ کر قبلہ کی سمت دیوار کی طرح کھڑے کر دیئے گئے۔ چند روز تک اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی پھر اس کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرام تعمیر مسجد کے لئے اینٹیں اٹھا کر لاتے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہ نفس نفیس صحابہ کرام کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف رہتے۔ شروع میں قبلہ شمال کی جانب بیت المقدس کی سمت تھا۔ جب 2ھ میں تحویل قبلہ کا حکم آیا

Marfat.com

تو قبلہ کعبۃ اللہ کی سمت مقرر کیا گیا۔

چودہ سو سال پہلے یہ مسجد سادہ تھی جس کی تعمیر میں کھجور کے پتے اور تنے استعمال ہوئے تھے۔ بارش ہوتی تھی تو چھت ٹپکتی تب حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس گیلی زمین پر بھی بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوتے لہٰذا صحن مسجد میں کنکر بچھا دیئے گئے جن پر سرکار دو عالم ﷺ سجدہ فرماتے تو جبین مقدس پر کنکروں کے نشانات پڑ جاتے۔

دس سال تک پیارے نبی ﷺ نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔ یہ جگہ اسلام کی تبلیغ کا محور بن گئی۔ اسی مرکز سے اسلام کو وہ ترقی نصیب ہوئی جو تاریخ عالم کا عظیم باب ہے۔ تبلیغ رسول سے دور دراز کے علاقے بھی فیض یاب ہوئے۔ اس مسجد میں دی جانے والی تعلیمات ہی کی برکت ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں جنہیں قرآن کریم حفظ تھا اور جو احادیث نبوی ﷺ پر عبور رکھتے تھے۔ ان شاء اللہ جب تک یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی۔ یہی وہ پہلا ادارہ تھا جہاں حسن عمل کی تعمیر ہوئی۔ قرآن حکیم جو منشور اسلام ہے اس کے ماننے والوں نے حق کی خاطر اور اسلام کی سربلندی کیلئے اپنی جانیں قربان کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔

Marfat.com

فتح خیبر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے مسجد کی دوبارہ تعمیر فرمائی۔ اس وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدیم حصہ ترکی کے دور حکومت سے تعلق رکھتا ہے لیکن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودہ توسیع سے پہلے جو کہ جولائی 1955ء میں مکمل ہوئی تھی سعودی عرب کے فرمانروا ملک عبدالعزیز السعود اور شاہ خالد کی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔ موجودہ توسیع سعودی عرب کے فرمانروا خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے عہد میں مکمل ہوئی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرانے حصہ میں باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس جگہ واقع ہے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ سعودی حکومت نے پہلی توسیع کے وقت یہ بڑا یادگار کارنامہ انجام دیا کہ اس جگہ باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنا دیا اور اندرون مسجد جلی حروف ھذہ خوفۃ ابوبکر صدیق لکھ کر تختی آویزاں کر دی ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی تعمیر جس کی بنیاد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔

آپ کی دلچسپی کے لیے یہاں مختلف اداروں کا ذکر کرتا چلا جاؤں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع حضرت عمر بن خطاب کے عہد میں 17ھ میں

Marfat.com

ہوئی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع حضرت عثمان بن عفان کے عہد 30-20ھ میں کی گئی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع الولید بن عبدالملک کے عہد 91-88 ھ میں ہوئی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع المہدی العباسی کے عہد 165-161ھ میں ہوئی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع سلطان اشرف قائت بائی کے عہد 888ھ میں ہوئی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع سلطان عبدالمجید عثمانی کے عہد 1265-1277ھ میں ہوئی۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودہ توسیع خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے عہد میں مکمل ہوئی' جو کہ موجودہ صدی کا ایک بڑا کارنامہ ہے اور اس کی طرز تعمیر قابل دید ہے۔

یہ شاہ فہد بن عبدالعزیز کی ذاتی دلچسپی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث مسجد انتہائی وسیع و عریض ہوگئی ہے۔

موجودہ توسیع سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کل رقبہ 16 ہزار 500 مربع

Marfat.com

میٹر تھا اور اس وقت مسجد میں تقریباً 28 ہزار نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش تھی۔ موجودہ توسیع کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کل رقبہ 98 ہزار 500 مربع میٹر کے برابر ہے جو کہ سابقہ تعمیرات سے تقریباً 5 گناہ زیادہ ہے اس کے علاوہ اب چھت پر بھی نماز پڑھنے کیلئے 67 ہزار مربع میٹر کی اضافی جگہ موجود ہے۔ اب مسجد میں عام دنوں میں 6 لاکھ 50 ہزار نمازی با آسانی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ البتہ حج کے زمانے میں اور رمضان المبارک کے دنوں میں تعداد 10 لاکھ تک بھی ہو سکتی ہے۔

اب میں باب جبریل علیہ السلام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا۔ سن رکھا تھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتے وقت درود شریف پڑھنا چاہیے۔ چنانچہ زبان پر درود و سلام تھا اور ساتھ میں یہ دعا بھی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي الْيَوْمَ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَيْكَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيْكَ وَاَنْجَحَ مَنْ دَعَاكَ وَابْتَغٰى مَرْضَاتَكَ۔

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر، اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ آج کے دن مجھے تیری طرف متوجہ ہونے والوں میں سب سے

Marfat.com

زیادہ متوجہ بنائے۔ تیرا قرب حاصل کرنے والوں میں سب سے زیادہ قریب بنالے اور زیادہ فائز المرام کران میں سے جنہوں نے تجھ سے دعا کی اور اپنی مرادیں مانگیں۔

باب جبریل علیہ السلام سے جب داخل ہو چکا تو بائیں جانب ایک حجرہ نظر آیا جو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تھا۔ جب اس کے سامنے سے گزر چکا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس حصہ میں داخل ہو گیا جسے ریاض الجنتہ کہتے ہیں یعنی منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ ریاض الجنتہ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث میں آیا ہے:

ترجمہ: جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے (گھر سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ ہے جس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر شریف ہے اور جو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پیچھے ہے۔)

یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں چلا جائے گا۔ اسی ریاض الجنتہ میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مصلیٰ بھی ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ آج ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے جو محراب نبوی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلاتی ہے۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع کی تو اس جگہ یہ محراب بھی بنوا دی۔

حضور اکرم کے وصال کے بعد مصلیٰ رسول جیسی متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ سوائے قدم مبارک کی جگہ کے باقی جگہ دیوار بنوا دی تھی تاکہ آگے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ بعد میں ترکوں نے بھی اس دیوار کی حد تک محراب بنوادی، چنانچہ اب اگر کوئی حاجی مصلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو اس کا سجدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی جگہ پڑتا ہے۔

آپ خود سوچیں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابؓ کی محبت خصوصاً خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ کس قدر مودب تھے۔

اس وقت محراب بنی ہوئی ہے۔ وہ 9 فٹ سنگ مرمر کے ایک ہی ٹکڑے کی ہے جس پر سونے کے پانی سے خوبصورت مینا کاری کی گئی ہے۔ دونوں جانب سرخ سنگ مرمر کے بے مثال سات ستون بنے ہوئے ہیں۔ محراب کے اوپر وہ آیت لکھی ہوئی ہے جس میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی سورۃ احزاب کی آیت نمبر 56:

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں' اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ریاض الجنتہ کے مقام پر بہت رش ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس جگہ کچھ دیر ٹھہر جائے۔ ایک دلچسپ صورتحال رمضان المبارک کو مسجد نبوی میں ہوتی ہے۔ اور اصل مزہ روزہ کی افطاری پر ہوتا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ عربیوں نے اپنے اپنے دستر خوان مسجد نبوی کے صحن میں لگائے ہوتے ہیں اور دور سے ایسے روزہ دار کو دیکھ کر بھاگتے ہیں جیسے کوئی قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو۔ مجھے بھی ایک عربی پہلے پیار سے کہتا رہا کہ میرے ساتھ چلو۔ میں نے انکار کیا تو اس نے اپنے دو چھوٹے بیٹوں کو بھی بلا لیا اور سب مل کر میری منتیں کرنے پر اتر آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اسی طرح وہ مختلف حاجیوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے ساتھ روزہ افطاری کرا کے انتہائی خوشی محسوس کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین!

اس وقت میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر سوچ رہا تھا کہ اللہ کی

Marfat.com

کس قدر رحمت ہے کہ آج مجھے تقریباً دو تین گھنٹے ہو گئے ہیں اور میں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری میں بیٹھا ہوں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روضہ رسولؐ اور ممبر کے درمیان جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور اور تیرے درمیان ایک جالی حائل ہے جو کہ مجھے نظر نہیں آ رہی اور میں بغور دیکھ رہا ہوں کہ قبر انور پر خوبصورت غلاف جس طرح انتہائی مہارت اور خوبصورتی سے لگا ہوا ہے غلاف پر کلمہ طیبہ صاف صاف لکھا ہے میری عربی کمزور ہے اور درمیان والا حصہ جو سرخ ہے اس پر بھی عربی لکھی ہے مگر میری یہ قسمت کہ مجھے وہ سمجھ میں نہیں آئی۔ میری جہاں تک نظر جاتی ہے اور مجھے جہاں تک نظر آ رہا ہے چاروں اطراف اگر غور سے محسوس کیا جائے تو ایک عجیب دل کش خوشنما مہک سی محسوس ہوتی ہے اور مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو گیا اور کئی بار یہ محسوس ہوا کہ دنیا کی ہر چیز حقیر اور نا قابل اعتبار ہے اور مجھے ایسی مہکتی سی لہر آئی کہ منبر اور روضے کے درمیان ایسی لذت محسوس ہوئی کہ جو شاید میں نے پوری زندگی محسوس نہ کی بار بار رش کی وجہ سے لوگ اشاروں سے اور ہاتھ مار مار کر ہر بار پیچھے کرنے کی کوشش کرتے مگر یوں تو آج یہ سعادت نصیب ہوئی تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے بیٹھ کر آقائے دو جہاںؐ پر درود و سلام پیش کروں۔ میں نے کئی دفعہ سوچا

Marfat.com

کہ اب اٹھوں اور کسی دوسرے کو یہاں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہو جائے مگر میرا وجود دماغ کا کہا ماننے کیلئے تیار نہ ہوا اور میں پھر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں ایک بات آئی کیوں نہ میں علم کی جگہ پر بیٹھ کر کچھ لکھ لوں۔ اپنی تمام جیبیں چیک کیں مگر مجھے کوئی کاغذ نہ ملا۔ آخر میں نے سوچا کہ کسی سے پن وغیرہ لے لوں۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا ہے میں نے فوراً اس سے کاغذ مانگا۔ اس نے اپنے بیگ میں کافی تلاش کے بعد ایک پرانا کاغذ نکالا۔ شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے کوئی فون نمبر وغیرہ لکھنا ہوگا مگر میں تو آقائے دو جہاںؐ کے روضہ اقدس کے پاس بیٹھ کر یہ کلمہ خاص لکھنا چاہتا تھا جو میں بیٹھ کر محسوس کر رہا تھا۔ میں نے وہ کاغذ رکھ لیا جس پر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لکھا ہوا تھا اور پھر اپنا پرس کھولا۔ ایک بڑا کاغذ مجھے نظر آیا۔ میں نے فوراً کھولا تو وہ میری Ex-pakistan Leave تھی۔ سو میں نے شکر کیا کہ ایک کاغذ تو ملا۔ سو اب اس پر میں نے لکھنا شروع کیا اور اسے ہر طرف لکھنا شروع کر دیا بالکل اس طرح جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا یعنی اب ایک صفحہ میرے لئے کئی صفحات کا کام کر رہا تھا کیونکہ میں نے اس کے کونے کونے کو استعمال کرنا شروع کیا ہوا تھا۔ لہٰذا میں نے وہاں بیٹھ کر روضہ کے اندر غور سے دیکھا اور ہر چیز جو مجھے نظر آئی وہی تحریر کی شکر الحمدللہ۔

Marfat.com

میں نے جالی کو ہاتھ لگانے کے بہانے سوچے۔ایک دم میری نظر جالی کے ایسے حصہ پر پڑی جہاں تھوڑا سا رنگ اترا ہوا تھا۔میں نے اس پر ہاتھ لگایا تو فوراً شرطا یعنی وہاں ڈیوٹی پر کھڑا شخص میری طرف آیا اور اس سے قبل کہ وہ مجھے کچھ کہتا میں نے انگلش میں اسے بتایا کہ یہ رنگ اترا ہوا ہے۔اس نے سمجھا یہ پوچھ رہا ہے کہ جالی کس نے بنائی ہے۔اس نے بتایا کہ یہ جالی ترکی کی بنی ہوئی ہے۔اس کے جواب سے میری Information میں اضافہ ہوا۔اب ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے اور ان سپاہیوں کی ڈیوٹی بھی تبدیل ہو گئی ہے اور میں اپنی جگہ پر موجود لطف حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے رہا ہوں۔دو غیر ملکی جگہ پر جھگڑ رہے تھے اور میں نماز کیلئے جگہ نہ چھوڑ رہا تھا جس پر تکرار ہو رہی تھی۔میں نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اونچا بولنا منع ہے۔لہٰذا میں نے ایک جوان کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کر لیا اور اس نے میری آدھی جگہ پر نماز ادا کی۔نماز ادا کرنے کے بعد اس جوان نے میرا شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چلا گیا اور یہ غلاف جہاں درمیان میں سرخ پٹی موجود ہے جب میں اٹھا اور ذرا غور سے دیکھا تو ایک سائیڈ پر سرخ رنگ کے مربع میں کلمہ لکھا ہوا ہے۔

اب میں آہستہ آہستہ چل کر باہر جانے والے راستے پر چل پڑا۔آپ یقین کریں کہ باہر جانے کو میرا دل نہ چاہا کہ میں اس پاک جگہ سے باہر جاؤں۔میں

Marfat.com

نے دیکھا کہ زیادہ تر لوگ سامنے سے لائن لگا کر باہر جا رہے تھے۔لہٰذا میں فوراً اس لائن میں لگ گیا کیونکہ یہاں سے گزرتے ہوئے ہم حضور اقدس کے روضہ مبارک کے سامنے سے گزریں گے۔رش بڑھتا جا رہا تھا۔میں نے اپنے آپ کو مضبوط کرنا چاہا کہ کائنات کی اس بڑی ہستی کے سامنے پیش ہو رہا ہوں' میں تو کم عقل شخص ہوں' میں تو کم ظرف اور کمینہ اور ذلتوں کی آماجگاہ ہوں۔پھر مجھے خیال آیا کہ آپ رحمۃ للعالمینؐ ہیں' آپ وہ ہستی ہیں جو بڑے بڑے گناہگاروں پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے۔مجھے فتح مکہ کا وہ منظر نظر آنے لگا جب کفار صلح حدیبیہ سے منحرف ہو گئے۔جیسا کہ حدیبیہ کی چوتھی شق تھی کہ عرب قبائل میں سے یہ فیصلہ تو بے اعتبار ہو گا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہے معاہدہ دوستی کر لے اور اس کا حلیف بن جائے۔لہٰذا قبیلہ خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر لیا اور بنو بکر قریش کے حلیف بن گئے۔یہ دونوں قبیلے مدت سے ایک دوسرے کے مخالف تھے۔

معزز قارئین کرام جب سوچ ذاتیات تک محدود ہو کر رہ جائے تو معاشرہ کھوکھلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔یہاں مجھے اپنی چھوٹی سی پیاری بیٹی فاطمہ ڈار جسے پیار سے ہم فاطمہ باجی بھی کہتے ہیں کی بات نے ہلا کر رکھ دیا۔جب میں عمرہ کے لیے آ رہا تھا تو اس نے کہا کہ ڈیڈی آپ نے ایک دعا کرنی ہے میں

Marfat.com

نے پوچھا بیٹا کون سی دعا۔ اس نے کہا سکول میں ہمیشہ میرے اچھے نمبر آئیں اور ساتھ میری دوستوں کے بھی اچھے نمبر آئیں۔ اس کی دعا کے دوسرے حصے نے مجھے شرم سے پانی پانی کر دیا کہ دیکھیں ہم سے بہتر سوچ تو نئی نسل کی ہے جو اپنی ذات کے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ مگر آج ہم معاشرے پر نظر طائرانہ ڈالیں تو گراوٹ اور تنزلی کے اسباب خود بخود نظر آ جائیں گے۔ ہم ہر چیز کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں کبھی وطن کی ترقی اور تعمیر کا خیال نہیں آتا۔ ایک چھوٹی سی مثال تقریباً ہر ایک کو ہی معلوم ہے کہ ہم اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ اٹھا کر سڑک پر پھینک دیتے ہیں اور بڑی بڑی گاڑیوں میں اپنی ذاتیات کی سوچ کے تحت گند' خالی بوتلیں اور ٹشو پیپر شیشہ کھول کر اپنے وطن کی سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں اور ہمیں شرم تک نہیں آتی۔ یہ حال نہ صرف ان پڑھ بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کا بھی ہے۔ ہم اپنے بچوں کو ہمیشہ یہ کہتے کہ تم ڈاکٹر' انجینئر یا افسر بنو کبھی ہم نے یہ نہیں کہا کہ تم اس مٹی سے پیار کرنے والے سپوت اور اپنے وطن پر مر مٹنے والے انسان بنو' ہمیں اپنے سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اس قسم کے پروگرام تواتر سے کرنا ہوں گے جس کے لیے وطنیت اور اجتماعیت کے لیے قربانی کا جذبہ پیدا کر سکیں اور ہم اپنی ذات سے نکل کر انسانیت کے لیے سوچیں تب معاشرہ ترقی کی جانب رواں دواں ہو گا۔ ہم شاید بے شمار

Marfat.com

چیزوں کو جیسے ہی آ رہی ہیں ویسے ہی چلا رہے ہیں اور ان کو تبدیل کرنے کی ہمت' جرأت نہیں رکھتے آپ نے سول سیکرٹریٹ لاہور میں جہاں پورے پنجاب کو چلانے والے اہم افسران موجود ہیں یہاں تک کہ چیف منسٹر' وزراء اور دیگر اہم شخصیات کے دفاتر بھی وہیں ہیں' کبھی ہم نے غور کیا کہ دور غلامی میں چپراسی کو جو وردی یعنی شلوار قمیص اور جناح کیپ پہنائی جاتی تھی اور یہ ہمیں حقارت کے طور پر دی گئی آج بھی دفتروں کے باہر چپراسی وہی شلوار قمیص اور جناح کیپ جو ہمارا قومی لباس ہے پہن کر ٹرے اٹھا کر چائے اور بسکٹ سرو کر رہے ہوتے ہیں۔ کیا ہم اپنے قومی لباس اور بابائے قوم قائداعظمؒ سے منسوب ٹوپی جناح کیپ کی تذلیل کو روک نہیں سکتے۔ یقیناً یہ چیف منسٹر کے ایک آرڈر سے یہ کام ہوسکتا ہے کہ ہم چپراسی کو دوران ڈیوٹی جناح کیپ اور قومی لباس کو لازمی قرار نہ دیں۔ میں یہاں کسی صاحب اقتدار کی تذلیل یا تعریف نہیں کرنا چاہتا صرف اتنا کہوں گا کہ جو صاحب اقتدار انسانوں کے لیے صدق دل سے کام کررہے ہیں ہم ان کے لیے دعا گو ہیں۔ اگرچہ چیف منسٹر پنجاب یا خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا حافظہ بہت بہتر ہے جس کا مجھے اس وقت اندازہ ہوا جب میں آواری ہوٹل میں کھڑا تھا اور جناب پورے پروٹوکول کے ساتھ داخل ہوئے مجھے ہاتھ ملا کر ساتھ لفٹ میں لے گئے۔ جب میں سٹوڈنٹ لیڈر تھا ان سے

Marfat.com

ملاقات ہوتی تھی۔ اتنی مدت بعد انہوں نے کمال حافظے سے کام لیتے ہوئے مجھ سے پوچھا کدھر رہتے ہو، ملنے کیوں نہیں آتے۔ میں نے کہا کہ جناب آپ بہت مصروف ہوتے ہیں تو آپ سے وقت لینا کافی دشوار ہوتا ہے۔ انہوں نے کمال شفقت سے فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں آپ جب چاہیں آ جائیں۔ کچھ مزید گفتگو ہوئی جس کی تفصیل کا ذکر کرنا یہاں ضروری نہیں ہے۔ میں ان سے ایک مسلم لیگی اور محب وطن پاکستانی ہونے کے ناطے مندرجہ بالا باتوں کا نوٹس لے کر مناسب احکامات فرمانے اور بالخصوص تمام کلاسز کے سلیبس کو خود دیکھ کر اس میں وطنیت اور انسانیت سے محبت، ایثار و قربانی کے ابواب شامل کرانے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ احسان ایک، دو یا تین لوگوں پر نہ ہوگا بلکہ اس سے نسلوں کی نسلیں سنور جائیں گی۔ جس کو قوم اور معاشرہ مدتوں یاد رکھے گا۔ معاشرے کی بات ہو رہی ہے تو ایک واقعہ سن لیں جو میرے ساتھ پیش آیا۔

ایک دن میں عصر کی نماز ادا کر کے مسجد نبوی سے رہائش گاہ کی طرف آ رہا تھا سڑک کراس کرتے وقت اشارہ بند تھا اچانک کسی نے آواز دی' میں نے مڑ کر دیکھا تو میرا ایک دوست تھا۔ اس کے اصرار پر میں اس کے ساتھ چلا گیا جب گھر پہنچے تو تھوڑی دیر بعد اس کو یاد آیا کہ وہ جس گاڑی میں تھا وہ مجھے ملنے کی خوشی میں اپنے کپڑوں کے تھان اسی میں بھول گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اندازاً کتنے

Marfat.com

کا مال ہوگا تو اس نے بتایا کہ تقریباً 10 ہزار ریال' کیونکہ اس کی کپڑوں کی ایک بڑی دکان وہاں ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ وہ یقیناً آپ کو واپس کر دے گا' دوست نے بتایا ایسی کوئی بات نہیں کہ جو چیز چلی گئی وہ یہاں اس طرح نہیں ملتی۔ میں نے اسے مشورہ دیا کہ رپورٹ کراؤ' اس نے جواب دیا کہ اس کا بھی کوئی خاص فائدہ نہیں۔ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ میری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ اس نے کہا کہ کوئی ایسی بات نہیں' رات میں روضۂ رسول پر حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ سب میری وجہ سے ہوا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا اس لیے اس کو آدھے پیسے میں اپنی جیت سے دے دوں۔ مجھے چین نہیں آ رہا تھا دو تین دن اسی طرح گزر گئے۔ پھر اچانک دوست کا فون آ گیا کہ وہ شخص کپڑے کے سارے تھان دے گیا ہے۔ میں نے کہا اس کو دس' بارہ سوٹ دے دو۔ رسول اکرمؐ کے روضہ مبارک پر آیا اور شکریہ ادا کیا۔ میرے مدینہ میں دوست یہی کہتے ہیں کہ صرف رسول اکرمؐ کی عنایت ہے ورنہ یہاں رات کو کوئی بھی چیز باہر رہ جائے تو وہ صبح نہیں ملتی اور اگر اس طرح گاڑی میں رہ جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ واپس مل جائے۔ اگرچہ وہاں قانون سخت ہے مگر پھر بھی چوری وغیرہ ہوتی ہے' وہاں ڈاکے وغیرہ کا کوئی رواج نہ ہے جس طرح پاکستان میں ہوتے ہیں' دن دہاڑے بینک لوٹ لیے جاتے ہیں' ہر راہ چلتے شخص سے موبائل

Marfat.com

اور نقدی چھین لی جاتی ہے، سر عام قتل کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت تک معاشرہ میں تبدیلی کو یقینی نہیں بنایا جا سکتا جب تک ہمارے اندر احترام اور سیکھنے کا جذبہ پیدا نہ ہو جائے، ہمیں نئی نسل پر کام کرنا ہوگا ان کو بچپن کو جو تعلیم ہم دیں گے اسی پہ وہ بڑے ہو کر پختگی سے عمل کریں گے۔ آج کل بچوں کا نالج بہت بہتر ہے کیونکہ وہ جدید زمانے میں پیدا ہوئے اور اگر کوئی اچھی بات بچوں سے بھی ملے تو ہمیں بخوشی قبول کرنی چاہئے۔ اس حوالے سے مجھے ایک بات یاد آئی میرا بھائی ایک دن والدہ سے ناراض ہو رہا تھا تو میرے چھوٹے بیٹے خواجہ محمد سلیمان حسن ڈار جس کی عمر تقریباً چھ سال ہے نے تھوڑی دیر بعد کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو۔

زندگی قدم قدم پر انسان سے فیصلے چاہتی ہے اور یہ فیصلے اگر صحیح جانب ہوں تو ان کے نتائج کی روشنی میں زندگی با مقصد ورنہ بے معنی ہوگی۔ فیصلوں کا اثر انسان کی تقدیر بنانے یا ضائع کرنے میں نہایت اہم ہوتا ہے جن سے معاشرہ سنورتا یا بگڑتا ہے۔ کائنات کی فضا میں سانس لینے والا ہر شخص یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی ایسے لمحات سے گزرنا پڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب قوم کے سردار یا امیر یا پھر ارباب اقتدار کو کوئی فیصلہ کرنا پڑے تو انفرادیت سے نکل کر اجتماعیت کے فوائد کو نظر میں رکھتے ہوئے کرنا چاہئے ورنہ اس کے برے اثرات

Marfat.com

کسی نہ کسی طرح انسانیت کو بھی مجروح کر دیں گے۔

تاریخ پر نظر ڈالیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ معاشرے کو اچھائی پر آمادہ کرنے کی تلقین صرف انبیاء علیہم السلام ہی کی ہے جنہوں نے اپنے اپنے دور، اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے خطوں میں وہ خدمات انجام دیں جو ہمیشہ تاریخ کا حصہ رہیں گی درحقیقت انسانیت کی تکمیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاک ہاتھوں سے ہوئی۔ دنیا میں ایسے بہت کم رہنما نظر آئیں گے جنہوں نے زندگی کے نازک لمحات میں صبر و تحمل، عدل، عزم و ہمت کا ایسا مظاہرہ کیا اور اپنی صلاحیت و ذہانت سے ایسے دلیرانہ فیصلے کئے، جس سے وقتی طور پر وہاں فوائد نظر آئے۔ اس کے برعکس محسن انسانیت نے اپنی زندگی کے ہر موڑ پر ایسے نتیجہ خیز فیصلے فرمائے جو ہر اعتبار سے مکمل تھے۔ آپؐ کی زندگی بدکردار معاشرے کو سیدھی راہ پر لائی۔ آپؐ جو کچھ فرماتے وہی کرتے بھی تھے۔ وہ کیسا دور ہوگا جب عرب میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ چوری وقتل کی وارداتیں نہ تھیں، چند سکوں کی خاطر ایک دوسرے کا خون نہ بہایا جاتا تھا۔ لوگ لینے سے زیادہ دینے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ اس وقت اسلامی معاشرتی نظام عروج پر تھا، لیکن آج ہم اسلامی معاشرے پر نظر ڈالیں تو ہم شرم سے جھک جاتے ہیں کہ کس طرح مسلمان خود اپنی اعلیٰ روایات کو بری طرح ضائع کر رہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ ہمارا معاشرہ اس

Marfat.com

وقت تک ٹھیک نہ ہوگا جب تک وہ اسلام کو اپنی ذات پر رائج نہ کرلے۔

غربت کی وجہ سے معاشرہ میں شدید قسم کی خرابیاں پیدا ہونے لگی ہیں۔ جرائم اور فحاشی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کرائم کا ریٹ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے جس کا اثر اخلاق اور مذہب پر پڑ رہا ہے۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کچھ عرصہ قبل ہمارے ڈاکٹرز دوستوں نے اپنے سالانہ فنکشن کے لیے مختلف فنکاروں کو بلانا تھا کیونکہ پی ایچ اے کے حوالے سے ہم بے پناہ فنکشن شہر میں کرواتے رہتے تھے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں کچھ فنکار فنکشن کے لیے دے دیں میں نے اپنے جاننے والے جو زیادہ اس فیلڈ میں کام کرتے تھے کہا انہوں نے ڈاکٹرز اور ساتھ مجھے لے جا کر شاہ نور سٹوڈیو میں کچھ فنکاروں کو ملوایا پھر جاتے جاتے سٹوڈیو کے سامنے وہ ایک بلڈنگ کے قریب رکے اور کہا یہاں بھی کچھ اچھے فنکار ہیں دیکھ لیں' یہ بلڈنگ کافی بڑی اور فلیٹ وغیرہ بنے ہوئے تھے۔ ہم اندر گئے تو انہوں نے ایک بچی جس کی عمر تقریباً بارہ سال ہوگی یہ پرفارم کرے گی ہم نے کہا یہ بچی تو بہت چھوٹی ہے لہٰذا ہم اٹھ گئے۔ گیٹ کے قریب اس کی کینسر میں مبتلا ماں نے مجھے روکا اور کہا سر ایک منٹ میری بات سنئے اور مجھے اپنے کچن میں لے گئی' آٹے کے کنستر کو کھول کر دکھایا جو بالکل خالی تھا اور رونے لگ گئی خدا کی قسم کھا کر کہنے لگی کہ ہم دو

Marfat.com

دن سے بھوکے ہیں ہمارا کوئی سہارا نہیں' میں نے حسب قوت ان کی امداد کی اور اس بچی کو بھی پر فارم کروا دیا تا کہ اس کو بھی پیسے مل جائیں۔ یہ ہے غربت کی ایک کہانی ایسی نہ جانے کتنی داستانیں ہوں گی جو ہم نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن اور محسوس کر سکتے ہیں۔ کاش ہمارے حکمرانوں کو بھی ہوش آ جائے اور وہ راتوں میں بستی بستی پھر کر دیکھیں کہ ہماری رعایا میں کوئی بھوکا تو نہیں' ہم سزاؤں پر بہت زور دیتے ہیں کہ اگر کوئی فلاں جرم کرتا ہے تو اس کو فوراً سزا دی جائے شاید حکمرانوں کو نہیں معلوم کہ ایک دفعہ قحط سالی تھی تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے وقتی طور پر چوری کی سزا کو معطل کر دیا تھا کیونکہ اندیشہ تھا کہ اگر کسی نے بھوک کی وجہ سے گندم چوری کی تو سزا اس شخص کیساتھ زیادتی ہو گی کیونکہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مواقع اور سہولیات پیدا کرے تا کہ یہ جرم ہی نہ ہونے پائے۔ اگر پھر بھی کوئی جرم کرے تو سزا لازمی دی جائے۔

دولت میں عدم توازن معاشرہ کی بدحالی کا ایک بڑا سبب ہے۔ دولت کی زیادتی اور کمی معاشرتی عدم مساوات کی صورتیں ہیں۔ ایک طرف دولت کی زیادتی نے لوگوں کو کاہل بنا دیا ہے۔ ان میں حقائق اور واقعات زندگی سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی اور دوسری طرف دولت کی کمی نے نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔

Marfat.com

حقیقت میں معاشرہ انسانوں کے Behavior سے بنتا ہے۔ ہم بہت بڑے بڑے عہدوں پر بہت چھوٹے چھوٹے انسان دیکھتے ہیں جن کا ظرف' جن کی سوچ محدود اور دوسروں کو اپنے سے کم تر محسوس کرنے والے ذہنی پستی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور بظاہر لوگوں کو بہت اچھی اچھی باتوں میں لگا کر اپنے اندر کے انسان سے بے خبر ہوتے ہیں۔ منافقت کی انتہا ہوگئی ہے کہ اعلیٰ عہدوں اور عمر کے آخری حصے کو پہنچ کر بھی جھوٹ' جعل سازی اور دکھاوے کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ کسی کو فریب دے کر اپنے آپ کو ذہین اور عقل مند سمجھتے ہیں۔ قریبی سے قریبی رشتہ کو دولت کے ترازو میں تولا جاتا ہے' جو جتنا دولت مند ہے وہ اتنا ہی سمجھدار ہے۔ ان گئے گزرے حالات میں بھی معاشرہ میں اعلیٰ صفات کے مالک لوگ موجود ہیں۔ شاید جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر رحم آتا ہے کہ ان پر کوئی بڑا عذاب نازل نہیں ہوتا۔

ایک واقعہ میں یہاں لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک دن میں چیف جسٹس کے گھر ان سے ملنے کے لیے گیا' گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں بلکہ وہ کسی شادی پر باہر گئے ہوئے ہیں۔ سو میں اپنا پتا بتا کر گھر چلا آیا۔ حیران کن بات ہے کہ مجھے میری والدہ نے رات بارہ بجے اٹھا کر بتایا کہ کسی کا فون ہے۔ میں نے پوچھا کس کا ہے تو میری والدہ نے کہا اعجاز نثار اپنا نام بتا رہے ہیں۔ میں

Marfat.com

آنکھیں ملتا ہوا فون کی طرف بڑھا اور کانوں کو لگایا تو میں سن کر حیران رہ گیا کہ وہ چیف جسٹس پنجاب جناب جسٹس اعجاز نثار کا فون تھا اور انہوں نے مجھے کہا کہ ڈار صاحب آپ تشریف لائے مگر میں کہیں گیا ہوا تھا۔ کیونکہ میں بہت لیٹ آیا اس لیے آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لیے میں نے فون کیا۔

آپ اندازہ لگائیں ایک اتنے مصروف اور ویسے بھی وہ عہدہ اور عمر میں مجھ سے اتنے بڑے تھے اگر مجھے فون نہ کرتے تو بھی کوئی بات نہیں تھی مگر یہ ان کی بڑائی اور عظمت تھی اور یہ ان کی انسان دوستی، درویشی اور مخلوق خدا سے محبت اور اپنے نفس کو کس حد تک اپنے قابو میں رکھا ہے۔

انہی کا ایک اور واقعہ بھی میں سنانا چاہوں گا جب وہ سپریم کورٹ کے جسٹس تھے۔ ان دنوں ایک اہم کیس لگا ہوا تھا۔ میں کسی میٹنگ میں اسلام آباد گیا تو میں نے سوچا چلیں جسٹس صاحب کو سلام کرتے جاتے ہیں۔ میرے ساتھ میرا نہایت نفیس اور اچھا دوست محمد عباس تھا۔ ہم ان کی رہائش گاہ پہنچے، پولیس نے ہم سے پوچھا میں نے اپنا نام بتایا اور ساتھ اپنے دوست کا بھی بتایا۔ انہوں نے جج صاحب کو بتایا جنہوں نے کہا کہ ان کو اوپر لے آئیں۔ وہاں پر پولیس کا کافی پہرہ تھا۔ جب اس نے آ کر کہا کہ آپ اکیلے آ جائیں تو میں بھی اس وقت جوان تھا اور جوانی میں جوش زیادہ اور ہوش کم ہوتا ہے۔ میں نے اپنے دوست کو کہا کہ

Marfat.com

جج صاحب نے اگر آپ کو ساتھ نہ بلایا تو میں بھی واپس جا رہا ہوں۔ اس نے مجھے کہا کہ تم عقل سے کام لو' آج کل حالات ٹھیک نہیں تم اکیلے چلے جاؤ ایسی کوئی بات نہیں۔ اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی۔

میں اس کے کہنے پر چلا گیا۔ کمرہ میں داخل ہوا تو جج صاحب نے فوراً فرمایا کہ ڈار صاحب میں یہاں اکیلا رہتا ہوں' میں نے آپ کے دوست کو اس لیے نہیں بلایا کہ شاید یہ جگہ تمہارے دوست کے شایان شان نہ ہو۔ میں نے کہا جج صاحب جہاں آپ رہتے ہیں وہ ہمارے لیے معتبر جگہ ہے۔ انہوں نے فوراً اسے بلایا' نہایت اخلاق اور محبت سے ملے۔ وہ آج کل ایک یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ میرے دوست نے ملنے کے بعد کہا یہ ہوتے ہیں بڑے لوگ۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی عاجزی اور انسان دوستی پسند ہے۔ تب وہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

ہمیں اگر اپنے معاشرہ میں خوشحالی اور اعلیٰ اقدار کو فروغ دینا ہے تو سب سے پہلے ہر سطح پر اپنے اندر روشن خیالی کے ساتھ ساتھ اسوۂ رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنانا ہوگا۔ اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر ملکی ترقی کیلئے کام کرنا ہوگا۔ سب سے پہلے انسانیت کے لیے اور بالخصوص اہل وطن کے لیے سوچنا ہوگا کہ کس طرح ان کے لیے آسانیاں پیدا کی جاسکتی ہیں اور کس

Marfat.com

طرح معاشرہ میں اخلاقیات کو فروغ دیا جا سکتا ہے اور عوام الناس کو مصائب سے نکالا جا سکتا ہے۔

ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کا بغور جائزہ لیں اور دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معاشرے کو بنانے، سنوارنے اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی انسان کامل ہیں۔ مخلوق خدا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے پناہ محبت تھی۔ صحابہ کرامؓ، اہل بیت کرامؓ، اولیاء کرامؒ اور صوفیائے عظامؒ کے نقش قدم پر چلیں جنہوں نے دین کے فروغ اور انسانوں کی بھلائی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

معاشرہ کی بھلائی میں اگر ہم سنجیدہ ہیں تو آپؐ کی ساری زندگی ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح موجود ہے اور جب چاہیں اور جس جس شعبہ حیات کے لیے چاہیں رہنمائی لے سکتے ہیں۔ اگر اس وقت معاشرہ انتہائی برے حالات میں تھا مگر آپ نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا۔ کافروں کے بڑے بڑے سردار آپؐ کے تدبر کے سامنے لاچار ہو گئے۔ مگر آپؐ نے ضرورت پڑی تو پیٹ پر پتھر باندھ لیا اور اگر سخاوت پر آئے تو دولت کے انبار حق داروں میں تقسیم کر کے اپنی چادر جھاڑ کر گھر چلے گئے۔ کاش معاشرے میں سیاستدانوں‘ افسرو ں سے لے کر ہر حکومتی اہلکار کو سمجھ آ جائے کہ یہ فانی زندگی اور سکندر اعظم کی طرح

Marfat.com

ہم بھی قبر میں کچھ نہیں لے کر جائیں گے ماسوائے اچھے اعمال کے اور ہر شخص خواہ وہ کسی شعبہ میں ہو مستری سے لے کر ماسٹر تک' سپاہی سے لے کر سپہ سالار تک' نوکر سے لے کر مالک تک' بچے سے لے کر بڑے تک' جوان سے لے کر بوڑھے تک' عورت سے لے کر مرد تک دوسروں کے لیے اپنی قربانی تک' اپنے کام کو محبت' لگن اور ایمانداری سے انجام دیتا ہے تو معاشرہ خود بخود صحیح سمت کی جانب رواں دواں ہوتا چلا جائے گا۔ آپؐ نے جو فیصلہ بھی کیا انسانیت اور معاشرہ کی بھلائی کے لیے کیا۔ لیکن اگر ہم خود کو دیکھیں تو اتنا ہی کہوں گا

ہم نے خود کو کر لیا پابندِ سلاسل
تم کس شوق میں خنجر لے کر نکلے ہو
ہوائیں شہر کی ہو گئی ہیں بیگانہ
تم کس دوش پہ آزادی لینے نکلے ہو

آپ مجھے بتائیں حجر اسود کے واقعہ کو کون بھول سکتا ہے جہاں بعض قبائل عرب نے کعبہ کی از سر نو تعمیر کرنے کے لئے مختلف حصے باہم تقسیم کر لئے تھے اور جب تعمیر کا کام مکمل ہو گیا تو حجر اسود کے نصب کرنے کا موقع آیا۔ اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک قبیلے کی یہ کوشش تھی کہ حجر اسود کو اس کے مقام پر لگانے کا موقع صرف اسی قبیلے کو ملے۔ یہ ایک انتہائی خطرناک مسئلہ تھا جو سلجھتا ہوا

Marfat.com

نظر نہیں آتا تھا۔ اس کی ادائیگی کے لئے ہر قبیلہ بے چین تھا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں نیام سے باہر آگئیں۔ عرب کے دستور کے مطابق قبائل کے سرداروں نے خون سے بھرے ہوئے کٹورے میں انگلیاں ڈبو ڈبو کر جان پر کھیل جانے کی قسم کھائی اور قریب تھا کہ خون ہی خون ہو جاتا۔ یہ جھگڑا اتنا طول پکڑ گیا کہ اس سے نمٹنے میں کئی روز لگ گئے بالآخر انہی قبائل کے ایک سردار نے یہ تجویز پیش کی کہ صبح جو شخص سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کا حکم تسلیم کر لیا جائے گا۔ اس رائے کو تمام قبائل نے تسلیم کیا اور اس طرح یہ سنگین جھگڑا دوسرے دن تک کے لئے ٹل گیا۔ دوسری صبح سب سے پہلے جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال حکمت سے تمام قبائل کو برابر کا شریک اس طرح بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر منگوائی اور حجر اسود کو اس میں رکھوایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر قبیلہ سے ایک ایک سردار منتخب کیا اور ان سے فرمایا کہ چادر کے کناروں کو تھام کر اوپر اٹھائیں۔ جب چادر مقام ابراہیم کے برابر آ گئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو اٹھا کر اس کے اصل مقام پر نصب کر دیا۔ اللہ کے جس گھر کا سنگ بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھا تھا اسی کا یہ عظیم پتھر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے نصب ہو گیا اور اس فیصلہ سے لڑائی کی

Marfat.com

بجائے امن ہو گیا۔

یہاں میں بتاتا چلا جاؤں کہ حضرت ابو طالب ہاشمی کی وفات کے بعد اہل مکہ نے بڑھ چڑھ کر مخالفت شروع کر دی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ کرنیکا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز حق کو دوسروں تک پہنچنے سے روکنے کے لیے طرح طرح کے طریقے استعمال کرتے۔ ان حالات و واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے طائف کا ارادہ فرمایا۔ یہ سرسبز و شاداب علاقہ تھا' آج بھی ہے جو مکہ سے تقریباً 60 میل دوری پر ہے۔ یہاں زیادہ امیر لوگ رہنا پسند کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی کہ اگر طائف میں بسنے والے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو اچھا ہو گا۔

آپ نے زید بن حارثؓ کی معیت میں طائف کا سفر اختیا کیا اور منزل مقصود پر پہنچ کر سب سے پہلے ثقیف کے سرداروں کے اس ٹولہ سے ملاقات کی جو تین بھائیوں پر مشتمل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں بھائیوں کو دعوت اسلام دی۔ ان کا طائف میں بہت زیادہ اثر و رسوخ تھا۔ ان سرداروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے سے ہی انکار کر دیا اور نہ صرف یہ کہ آپ ؐ کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے بلکہ آپ ؐ کی شان میں نہایت نازیبا کلمات (نعوذ باللہ) ادا کئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کے ساتھ ان کو برداشت کیا اور ان سے کہا! ''کہ اگر تم میری

Marfat.com

بات نہیں سنتے تو اتنا تو کرو کہ مجھے دوسروں تک یہ دعوت پہنچانے دو اور ایسے نہ کرو۔" مگر انہوں نے آپؐ کی یہ بات نہ مانی بلکہ طائف کے اوباش، غلاموں اور خادموں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماریں اور طائف سے باہر نکال دیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر مارنا شروع کر دیے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہولہان ہو گئے۔ یہ لوگ آپ کے ٹخنوں کی ہڈیوں کو نشانہ بنا رہے تھے تا کہ چلنے سے بھی معذور ہو جائیں۔ جب تکلیف سے نڈھال ہو کر بیٹھ جاتے تو پھر بازو سے پکڑ کر دوبارہ اٹھاتے اور پھر ٹخنوں پر پتھر مارتے، تالیاں بجاتے۔ تھوڑی ہی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر مار مار کر انہوں نے خون میں رنگ دیا۔ آپ کے پائے مبارک سے خون بہہ رہا تھا اور نعلین مبارک خون سے بھر گئی تھیں۔ زید بن حارثؓ جو دشمنوں کی یلغار میں بچھڑ گئے تھے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں تک آ پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت زار دیکھ کر لرز اٹھے، زخموں سے خون صاف کیا نعلین مبارک میں خون بھر گیا تھا اس کو دھویا، زخموں پر پٹیاں باندھیں اور عرض کیا کہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ظالموں کے لیے بددعا کیوں نہیں کرتے؟" آپؐ نے زیدؓ کی یہ بات سن کر ارشاد فرمایا: "میں اس جہاں میں قہر بن کر نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آیا ہوں۔ یہ لوگ بے خبر ہیں، مجھے ابھی پہچانتے نہیں!" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر ان کی سلامتی

Marfat.com

کی اس طرح دعا مانگی کہ: "الٰہی تو ان پر اپنا فضل اور رحم فرما، ان پر کرم فرما اور ان کی خطاؤں کو معاف فرما، ان کو سیدھی راہ دکھا، ان کی برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دے، ان کو نیکی کی طرف راغب کر دے، یہ تیرے کرم کے محتاج ہیں ان کے دلوں کو بدی سے پاک وصاف کرنے کی طرف مائل کر دے۔ ان کی جہالت ختم فرما دے، انہیں علم وفہم عطا فرما، ان کے سینوں کو ایمان کی دولت سے بھر دے اور ان کے دل کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے لبریز فرما دے۔"

طائف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح مصیبتوں سے گزرے تاریخ انسانی اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اس موقع پر کوئی اور شخص بھی ہوتا تو ہمت ہار جاتا۔ مگر آپ کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ یہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلق خدا پر شفقت۔ تاریخ گواہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جان کے دشمنوں کے لئے بھی بددعائیں نہیں فرمائیں بلکہ ان کے لیے ہدایت ہی کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

آج دوسری طاقتیں کہتی ہیں کہ اسلام دہشت پسند مذہب ہے اور تلوار کے علاوہ بات نہیں کرتا، میں کہتا ہوں کہ وہ اس معاہدہ کو دیکھ لیں جو ہمارے حضورؐ نے غیر مسلموں سے طے کیے اور اس پر پابندی سے عمل کیا۔ اس لئے اسے اسلام کا معاہدہ بھی کہا جاتا ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے:

کئی سال سے مسلمان خانہ کعبہ کی زیارت اور حج وعمرہ کی سعادت سے

Marfat.com

بہرہ اندوز ہونا چاہتے تھے لیکن قریش نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ایک طرف مسلمان مہاجرین یہ خواہش تھی کہ وہ مکہ جاسکیں۔ اس کے علاوہ خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق، خاندان اور مکہ والوں سے خونی رشتے نے بھی اس میں شدت پیدا کر دی۔ دوسری طرف خود اہل مکہ بھی مسلمانوں کے ساتھ بار بار کی جنگ سے سخت پریشان تھے۔ شکست ان کا مقدر بن چکی تھی اور وہ خود چاہتے تھے کہ صلح کی کوئی صورت نکل آئے' لیکن یہ سب کچھ دل سے چاہنے کے باوجود سردارانِ قریش کا خوف ان پر طاری تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ایسی بات کرتے کرتے رک جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ چکے تھے کہ موجودہ فضا صلح کے لئے پہلے سے بہتر ہے آپ کی اس خواہش کو تائید ربانی بھی حاصل ہوگئی۔ ایک صبح جب مسلمان مسجد نبوی میں جمع تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی الٰہی نازل ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے سچ کر دکھایا کہ تم مسجد حرام میں ان شاء اللہ بے خوف وخطر داخل ہو گے۔

عربوں نے چار مہینوں کو حرمت والے مہینے قرار دے رکھا تھا۔ ان مہینوں میں لڑائی جھگڑے وغیرہ کم ہوتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذیقعد کے مہینے کا اس لئے انتخاب فرمایا تھا کہ یہ حرمت کا مہینہ ہے ورنہ ادائے عمرہ کے لئے کسی

Marfat.com

خاص مہینہ کی کوئی قید نہ تھی۔ چودہ سو جانثارانِ اسلام کے ساتھ قربانی کے ستر اونٹوں کو لے کر یکم ذیقعد 6ھ کو بطحا سے روانہ ہوا۔ بستروں اور تلواروں کے سوا کسی کے پاس کچھ نہ تھا، تلواریں بھی نیام میں تھیں۔ چونکہ مقصد عمرہ ادا کرنا تھا نہ کہ جنگ کرنا مسلمانوں نے احرام باندھ لئے تھے۔ صاف ظاہر تھا اس قافلہ کا عمرہ وزیارت کے سوا کوئی اور ارادہ نہ تھا۔ ابھی راستے میں تھے کہ خبر ہوگئی۔ اور انہوں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو حرم مکہ ہی میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ حدود مکہ سے پہلے ہی مسلمانوں کے اس قافلے کو روکنے کیلئے خالد بن ولید کی سرکردگی میں دو سو سواروں کا ایک دستہ بھی روانہ کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے روایتی راستے پر سفر ترک کر دیا۔

اہل مکہ چاہتے تھے کہ مسلمان زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں لہذا انہیں اجازت ملنی چاہئے۔ مگر سرداروں کی ضد کے سامنے بے بس تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مکہ میں مسلمانوں کا داخلہ پرامن حالت میں ہی سہی لیکن عوام پر اس کا اثر اچھا نہیں پڑے گا اور بہت سے لوگ ان کے کردار اور حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیں گے۔ وہ چاہتے تھے کہ جنگ بھی نہ ہو اور مسلمان طواف کعبہ کے بغیر واپس مدینہ منورہ واپس چلے جائیں۔ حضور اکرم ﷺ کے پاس قریش کی طرف سے کئی وفود آئے۔ یہ سب ان کے اخلاق وسے بہت متاثر ہوئے۔

Marfat.com

انہوں نے واپس جا کر یہی کہا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی جنگ کی غرض سے نہیں بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں۔ان کو داخلے کی اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن سردار اس کے لیے تیار نہ تھے۔حضور ﷺ نے ایک قاصد مکہ بھیجا۔قریش نے امیہ خزاعی کو پکڑ لیا اور ان کی اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔وہ ان کو بھی مارنا چاہتے تھے کہ قبیلہ احابیش کے ایک سردار نے کہا کہ یہ میری امان میں ہیں۔ اس طرح ان کی جان بچی۔اسی دوران قریش کے چالیس پچاس نوجوان حدیبیہ آئے اور مسلمانوں پر پتھراؤ کیا۔مسلمانوں نے ان سب کو پکڑ لیا اور قیدی بنا کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا آپ ﷺ نے ان سب کی رہائی کا حکم دے دیا۔ان لوگوں کی رہائی سے وہاں کے لوگ آپ ﷺ کی حمایت میں ہو گئے کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے دیا جائے۔

حضور اکرم ﷺ نے دوسرا قاصد روانہ کیا یہ حضرت عثمان غنیؓ تھے۔ قریش نے ان سے کہا کہ اے عثمانؓ! آپ ہم میں سے ہیں۔اگر چاہیں تو شوق سے بیت اللہ کا طواف کر لیں لیکن محمد ﷺ کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول ﷺ سے طواف میں سبقت نہیں کر سکتا۔قریش نے کہا کہ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم نے قسم کھالی ہے کہ اس سال مکہ میں محمد ﷺ کو داخل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

Marfat.com

مسلمانوں میں یہ خبر ہر طرف پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے جس پر مسلمانوں میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ گئی۔ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا میں ان (حضرت) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے خون کا بدلہ لئے بغیر پیچھے نہیں ہٹوں گا اور آپ ﷺ نے ایک درخت سے تکیہ لگا کر جہاد کے لئے مسلمانوں کو بیعت کی دعوت دی۔ حدیبیہ میں موجود ہر ایک مسلمان نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ جنگ میں موت کو زندگی پر ترجیح دیں گے۔ اس بیعت کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے:

"جب مسلمان درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے خدا ان مسلمانوں سے خوش ہوا اور اس نے ان کی ارادت و عقیدت کو جان لیا اور ان کو اطمینان عطا کیا اور اس کے بدلے میں ان کو سر دست (خیبر کی) فتح دی۔"

اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔ جب تمام مسلمان بیعت کر چکے تو انہوں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور جنگ کے لئے بڑھنے ہی والے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خیریت سے واپس آنے کی اطلاع ملی۔ یہاں پہنچ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سرداران قریش کہتے ہیں کہ اس بار تو نہیں ہاں آئندہ سال سے مسلمان حرمت والے مہینوں میں حج و عمرہ کے لئے مکہ آ سکیں گے۔ اس پیغام سے رسول اللہ ﷺ کو اطمینان ہوا۔

Marfat.com

مکہ سے سہل بن عمرو اور ان سے مصالحت کی شرط پر معاہدہ تیار کیا گیا۔ اس معاہدہ کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل گھبرا گئے اور ان کو یہ گمان ہوا کہ ایسی شرائط کو قبول کرلیا ہے جو شایان رسالت ونبوت نہیں ہیں لیکن اصل حکمت تو اللہ کے رسولؐ ہی جانتے تھے۔۔

معاہدہ میں تحریر شرائط صلح یہ تھیں

1- دونوں فریقین ایک دوسرے سے دس سال (بعض روایات میں دو سال) تک جنگ نہیں کریں گے۔

2- قریش مکہ سے جو شخص مسلمان ہو کر اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ پہنچ جائے تو مسلمان اسے واپس کردیں گے۔

3- مسلمانوں میں سے کوئی مرتد ہو کر مکہ میں چلا جائے تو مکہ والے اسے واپس نہیں کریں گے۔

4- اہل عرب ان فریقین میں سے جس سے چاہیں معاہدہ کر سکتے ہیں دوسرا فریق اس میں حائل نہ ہوگا۔

5- مسلمانوں کو اس مرتبہ طواف وزیارت کعبہ کے بغیر ہی مدینہ واپس لوٹنا ہوگا۔

6- مسلمان آئندہ سال مکہ میں ان شرائط کی پابندی کے ساتھ طواف کعبہ کے

Marfat.com

لئے آسکتے ہیں کہ

اسلحہ میں صرف تلوار اور وہ بھی نیام میں۔

مسلمان تین روز سے زیادہ مکہ میں قیام نہیں کر سکتے۔

معاہدہ لکھا جا رہا تھا اور دوسری شرائط تحریر میں لائی جانے والی تھیں اور سہیل بن عمرو قریش کی طرف سے نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان کے صاحبزادہ ''ابو جندل'' کفر سے بیزار ہو کر اس عالم میں اس جگہ آئے کہ بیڑیاں پاؤں میں پڑی تھیں۔ قریش نے انہیں اسلام لانے کے جرم میں قید کر رکھا تھا۔ وہ موقع پا کر بھاگ نکلے اور سیدھے حدیبیہ پہنچے۔ سہیل نے اپنے بیٹے ابو جندل کو دیکھا تو بے تحاشہ پیٹنے لگا اور سہیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ معاہدہ کی رو سے ابو جندل رضی اللہ عنہ کو واپس کیا جائے۔ معاہدہ چونکہ ابھی تحریر میں نہیں لایا گیا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قانونی، اخلاقی اور سیاسی طور پر ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک سکتے تھے۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ کی حالت بھی یہی تھا کہ انہیں واپس نہ کیا جائے۔ مسلمانوں کے دل ابو جندل کی حالت دیکھ کر تڑپ رہے تھے ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اپیل کی کہ: ''مسلمان بھائیو! میں بے پناہ تکلیفیں اٹھا چکا ہوں۔ مجھے دشمنوں کے حوالے نہ کرو۔'' ان کی اس حالت سے مسلمان بے چین دکھائی دیتے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کسی کو ہمت نہ تھی کہ کچھ کہہ سکے۔ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکا یک ارشاد فرمایا:

''ابوجندلؓ صبر کرو۔ اللہ بہت جلد تم لوگوں کے لئے کوئی سبیل نکال دے گا' قریش سے ہماری گفتگو مکمل ہو چکی ہے۔ اس میں فریقین نے اللہ کو ضامن قرار دیا ہے۔ میں بدعہدی نہیں کر سکتا تمہیں واپس جانا ہوگا۔''

یہ مشکل فیصلہ تھا مگر اس کی حکمت کچھ اور تھی۔ ابوجندلؓ نے مکہ میں پہنچ کر اس طرح تبلیغ کی کہ جو شخص بھی ان کی نگرانی پر ہوتا ابوجندل اسے اسلام کا سبق دیتے اللہ کی قدرت کہ ابوجندلؓ اپنے سچے ارادے میں کامیاب ہو جاتے اور وہ شخص مسلمان ہو جاتا۔ قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی ان کی طرح قید کر دیتے۔ اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام کرتے ابوجندلؓ کے قید ہو کر مکہ ہی میں رہ جانے کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ایک سال کے اندر تین سو اشخاص مسلمان ہو گئے۔ معاہدہ کی ایک شق یہ تھی کہ مسلمانوں میں سے جو شخص مرتد ہو کر مکہ چلا آئے وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ شرط مسلمانوں کے مفاد کے عین مطابق تھی کہ جسے اسلام پسند نہیں اس کا اسلامی معاشرہ میں کیا کام؟ معاہدہ کی ایک اہم شق یہ تھی کہ عرب قبائل فریقین میں سے جس سے چاہیں معاہدہ کر سکتے ہیں۔ دوسرا فریق اس معاہدہ میں فریق نہیں ہوگا۔ اس شق کے ذریعے پہلی بار اہل مکہ نے مسلمانوں کی سیاسی طاقت اور حیثیت کو باضابطہ طور پر تسلیم کیا ورنہ

Marfat.com

اب تک انہیں بغاوت کرنے والا گروہ ہی کہا جاتا تھا' لیکن اب برابر کا حق تسلیم کیا گیا اور ایک ایسی طاقت تسلیم کرلیا گیا جس سے دوسرے عرب قبائل معاہدہ کر سکتے ہیں اور یہ معاہدہ کی ایک بڑی اہم شق تھی۔ کئی عرب قبائل ایسے تھے کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں چاہتے تھے اور ان کے ساتھ صلح سے رہنا چاہتے تھے لیکن قریش کی وجہ سے وہ اب تک مجبور تھے۔ ان قبائل کو یہ حق مل گیا کہ وہ مسلمانوں سے معاہدہ کر سکتے تھے چنانچہ صلح حدیبیہ ہی کے موقع پر قبیلہ خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرلیا۔ معاہدہ کی ایک شق کی رو سے مسلمانوں کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ آئندہ سال زیارت کعبہ کے لئے مکہ آسکیں گے اور یہ واقعی فتح مبین تھی۔ بلاشبہ وہ اس سال زیارت کعبہ سے محروم رہے لیکن وقتی محرومی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ایک سال کا عرصہ قومی اور سیاسی زندگی میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ دوسرے سال 7ھ میں مسلمان بڑی شان سے مکہ آئے۔ اس منظر نے اہل مکہ کو بے حد متاثر کیا۔

معاہدہ حدیبیہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دور اندیشی، تدبر اور پیش بینی کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جس کے دور رس نتائج اور شاندار کامیابیوں پر عقل حیران ہے۔

اور جب معاہدہ حدیبیہ کی کھلی خلاف ورزی کی تو قریش کے خلاف اب تلوار

Marfat.com

اٹھانا بالکل درست تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خوئے صلح جوئی کی بنا پر قریش کی جانب ایک قاصد ایک شرط نامہ کے ساتھ روانہ کیا جس میں قریش سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ ان تین شرطوں میں سے کوئی ایک منظور کر لیں ورنہ پھر ہم مسلمان تلوار اٹھانے پر مجبور ہوں گے:

☆ بنو خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے۔

☆ قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

☆ اعلان کیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ چکا ہے۔

اس کے جواب میں قرعہ بن عمر نے قریش کی طرف سے تیسری شرط جو بظاہر بہت معمولی سی بات نظر آ رہی تھی، منظور کر لی۔ مسلمانوں کا قاصد یہ جواب لے کر جب چلا گیا تو قریش کو احساس ہوا کہ انہوں نے تیسری شرط منظور کر کے غلطی کی ہے۔ فوراً ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تجدید معاہدہ حدیبیہ کی گذارش کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابوسفیان نے خود ہی اعلان کر دیا کہ میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کر دی ہے۔ یہ اعلان کر کے وہ واپس مکہ چلا آیا۔ ابوسفیان نے جب واپس جا کر قریش سے صورت حال بیان کی تو سب نے یہی کہا کہ یہ نہ تو صلح ہے جس پر ہم مطمئن ہو جائیں اور نہ جنگ کا اعلان ہے کہ جنگ کی تیاری کی جائے۔ چونکہ قریش نے معاہدہ حدیبیہ کو

Marfat.com

خود ہی فسخ کر دیا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی خزاعہ کے مقتولین کا بدلہ لینا تھا لہٰذا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پر حملہ کی تیاری شروع کر دی اور اپنے حلیف اور دوست قبائل کو اطلاع بھیج دی کہ وہ آ کر اسلامی لشکر سے مل جائیں۔ 10 رمضان المبارک 8ھ کو دس ہزار صحابہ کی مسلح افواج کے ہمراہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کے دل میں اپنی وعدہ خلافی سے اس برے دن کے پیش آنے کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی فوجی طاقت اور تعداد معلوم کرنے کیلئے ابوسفیان اور بدیل بن وقار کو بھیجا۔ ان جاسوسوں نے رات کے وقت اسلامی لشکر کو میلوں تک پھیلا ہوا دیکھا۔ لیکن یہ دونوں جاسوس مسلمانوں کی نظروں سے نہ بچ سکے اور قابو آ گئے۔ اس موقع پر ابوسفیان کو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا تاکہ اس کے لئے طالب امان ہو سکیں۔ حضرت عباسؓ کو اندیشہ تھا کہ کوئی ابوسفیان کو قتل نہ کر دے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ تیزی سے بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جا رہے ہیں۔ حضرت عباسؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ پہلے سے پہنچ کر ابوسفیان کے قتل کی اجازت نہ لے لیں۔ اس لئے حضرت عباسؓ نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جلدی سے پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کے عرض کیا

Marfat.com

کہ: ''یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ابوسفیان کو امان دے دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اسے تم اپنی قیام گاہ پر لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لانا۔''

حضرت عباسؓ صبح کو ابوسفیان کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوسفیان! کیا تمہارے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ سمجھ لو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' ابوسفیان نے کہا: ''خدا کی قسم! اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو آج میرے کام آتا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم مجھے اللہ کا رسول تسلیم کرلو!'' ابوسفیان بولا! ''البتہ اس معاملے میں ابھی میرے دل میں شک ہے اور شبہ باقی ہے۔''

فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ابوسفیان کو معافی دی بلکہ اس کی قومی سرداری کا بھرم رکھنے کے لئے یہ بھی فرمایا کہ: ''جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے بھی امان۔

قارئین کرام ایک بات جو میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ روز اول سے لے کر آج تک جتنے مذاہب بھی آئے' اگر ان میں کوئی قدر مشترک ہے تو وہ خدمت انسانیت ہے یعنی ہر مذہب خواہ وہ عیسائیت' یہودیت' بدھ مت یا کوئی بھی مذہت یا عقیدہ یا اسے آپ کوئی نام دے لیں ہر جگہ انسانوں سے پیار و

Marfat.com

محبت کا درس ملے گا اور احترام انسانیت درحقیقت معراج انسانیت ہے۔ کسی کو موردِ الزام ٹھہرانے کی ضرورت نہیں۔ ہم میں سے ہر کوئی خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے اور رات کی تنہائی میں خود اپنے آپ سے پوچھے کہ کیا میں انسانوں کا محسن ہوں یا ان کا قاتل' میں لوگوں کے اندر تفریق ڈالتا ہوں یا ان کو اتفاق کی تلقین کرتا ہوں۔ میں بھوک سے تڑپتے ہوئے بچوں کو دیکھ کر منہ دوسری طرف کر لیتا ہوں یا پھر ان کو کھانا مہیا کرتا ہوں' میں ننگے کو لباس دینا پسند کرتا ہوں یا اس کی چمڑی اتار کر جوتے بنانا چاہتا ہوں۔ اسی طرح کے بے شمار سوالات اپنے آپ سے کیجئے اور خود ہی جج بن کر فیصلہ کریں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں؟

میں تاریخ کے اس دور میں گم تھا کہ مجھے کسی شخص نے تھوڑا سا پش کیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے آگے جگہ خالی رہ گئی تھی۔ میں نے حوصلے کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے قریب پہنچا' قبر مبارک کے سامنے خوبصورت سنہری جالیاں ہیں جن میں تین گول دائرہ نما سوراخ ہیں۔ پہلا بڑا ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے بالکل سامنے تھے۔ دیکھتے ہی دل میں ہل چل مچ گئی۔ اس تڑپ اور احساس کے ساتھ کہ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور سلام انتہائی با ادب اور آہستگی کے

Marfat.com

ساتھ پیش کیا کہ کہیں شہنشاہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔

روضہ رسولؐ کے قریب پہنچ کر اچانک میرے اندر ایک سوچ آئی کہ کاش ایک تصویر یہاں بنوالی جائے جو شاید ناممکن دکھائی دے رہا تھا کیونکہ اس قدر رش کہ آدمی پر آدمی چڑھا ہوا اور پولیس والے یعنی شرطے سامنے کھڑے تھے جو کسی بھی حرکت پر وہاں سے ہٹا دیتے۔ اچانک میں نے اپنا موبائل فون ایک اجنبی لڑکے کو جو عربی اس ملک کا معلوم نہیں ہوتا تھا کو تھما کر اشارے سے تصویر لینے کو کہا اس نے تصویر لے لی یقیناً ساتھ پولیس والے اور دوسرے حاجیوں کی تصویریں بھی ہوں گی مگر ایسا نہیں ہوا اور حیران کن بات یہ تھی کہ بالکل روضہ رسولؐ کے سامنے میں کھڑا دعا کر رہا ہوں اور صرف میری ہی تصویر آئی باقی سب غائب نجانے کس قوت نے ایسا کروایا جو آج تک میری سمجھ میں نہ آیا اور میں نے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شکریہ ادا کیا۔ گھر آ کر میں نے اس تصویر کو بڑا کرا کے ایک خاص جگہ پر لگا دیا۔ بس مجھ میں تو کچھ نہ تھا مگر رحمۃ للعالمین کی عنایت تھی۔ یہ واقعہ تو ایسے ہی چلتے چلتے میں نے بیان کر دیا۔

ہاں تو میں بتا رہا تھا کہ میں روضہ رسولؐ کے بالکل سامنے پہنچ گیا آپ دیکھیں کہ لوگ بادشاہ وقت یا ظالم حاکم کے سامنے جائیں تو ڈرتے ہیں اور منہ سے کچھ ایسی بات نہیں نکلنے دیتے جس سے انہیں ڈر ہو کہ حاکم وقت ناراض ہو

Marfat.com

جائے گا مگر وہاں کی فضاؤں میں نہ دہشت تھی' نہ کوئی خوف' کیونکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت' محبت' پیار میرے پاس الفاظ نہیں جو میں یہاں کہہ سکوں۔ اس فضا میں ایسی مدہوشی تھی جو میں نے آج تک کہیں محسوس نہیں کی۔ میں نے ادب سے سلام پیش کیا:

السلام علیك یا رسول الله

السلام علیك یا حبیب الله

السلام علیك یا خیر خلق الله

السلام علیك یا ایها النبی

و رحمة الله و برکاته

اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام

اے اللہ کے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام

اے بہترین خلق اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام

اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سلام پیش کرنے کے بعد میں نے اپنی والدہ محترمہ' بیوی بچوں' بہن بھائیوں اور محسن نواز کی بابت سلام عرض کیا پھر مجھے اپنے دوست بھائی مقصود اعوان جن کی عزت میں اپنی ذات سے زیادہ کرتا ہوں

Marfat.com

انہوں نے کہا تھا وہاں میرا اسلام پیش کرنا اور میرے آنے کی دعا کرنا' پھر انتہائی صد قابل احترام مہربانوں کیلیے دعائے خیر و مرتبت و برکت کی جن میں نڈر' ایماندار' سخت مزاج خالد سلطان' ہر ایک سے جواب مانگنے والے انتہائی ایماندار کام میں مست اینکرز کے امام بے داغ کردار کے حامل افتخار احمد' دور اندیش گوہر شناس قابل اعتبار جدت پسند انسانیت کی اعلیٰ منزل کامران لاشاری' بچپن سے جوانی اور پھر۔۔ تک کا ساتھی جذبات کو ہوش پر سوار کرنے والا ملک کا واحد صدائے حق بلند کرنے والا نڈر رہنما خواجہ سعد رفیق اور نہایت ہی سمجھدار کام میں مگن چھوٹا بھائی سلمان رفیق' ہر موضوع پر بے لاگ' بے حساب تبصرہ نگار اور یا جان مقبول، نہ جھکنے نہ بکنے والا علم دوست کالم نگار حسن نثار، انتہائی نیک، باریش نورانی چہرہ اعلیٰ اخلاق والے خواجہ احمد حسان، پرویز ملک انتھک اہل لاہور کیلیے دن رات کام میں مصروف عمل، پیارا، قابل اعتماد اور ہمیشہ پریس کلب کی صدارت پر براجمان ارشد انصاری، مسکراتا چہرہ، منافقت سے دور ڈریا دل میاں عامر محمود جوانی میں فادر آف سٹی' تصوف میں ڈوبے انتہائی قابل احترام شخصیت سید شعیب الدین تاریخ ساز خطاط گوہر نایاب خورشید گوہر قلم' شاعروں کے شاعر دور ثانیہ عصر حاضر اور مستقبل کے منہ زور گھوڑے فرحت عباس شاہ' سلمانی ٹوپی نہیں بلکہ ٹوپ پہنے ہوئے نہر پر ہوں' منسٹر ہوں یا پنجاب کالج میں ان کو دیکھنے کیلیے تھری ڈی عینک چاہیے جب ملیں گے تو گلے

Marfat.com

شکوے ختم انتہائی پیاری شخصیت دوستوں کے دوست ہر وقت دوسروں کے کام آنے والے سہیل افضل' احمد ملک خلوص اور پیار سے بھرپور میرا بھائی، فیصل خان اور سمی میرے بچپن کے کلاس فیلو، صاحب نظر اور عاجزی کا مرقع حسن اقبال اور باریک بین مظفر صاحب اور وسیم خان، خوش لباس ڈاکٹر اکرام، دوستوں کی زنجیر نعمان جمیل، علم و ادب کا شاہکار طارق محمود' درویش منش نرم دل ناقابل تسخیر علم حق کی صدا عرفان علی، قابل اور ذہین مظہر خان' سوچ کے معمار عرفان الٰہی' خاموش مگر انتہائی قابل شخصیت بدر، جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنے والے اینکر پرسن فیصل درانی اور' ایماندار' بے مثال انسان دوست ندیم چودھری اور جاوید احمد، ہر وقت حاجت مندوں کے لیے تگ و دو کرنے والا راجہ منور، قابل اور ذہین قانون دان خالد محمود خان' اچھوتے موضوعات کا شہزادہ قلمکار علی نواز شاہ' اس کے علاوہ انتہائی پیارے دوستوں میں اکمل اویسی' ذوالفقار گھمن' میاں نثار' ملک ممتاز، مقصود بٹ، نور موہل، نسیم قریشی' افضال طالب' فاران خان' جمیل خان' ارشاد بی انجم' طارق بٹ' آفتاب' پاشا اور ایک لمبی فہرست دوست' عزیزوں کی جس جس نے سلام بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرمائیں۔ آمین

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ دائیں جانب بھی سنہری جالیوں میں ایک سوراخ ہے۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے جانثار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ السلام

Marfat.com

عليك يا خليفة رسول الله ﷺ۔ سلام ہو آپؓ پر اے اللہ کے رسول ﷺ کے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کر ایک گول سوراخ ہے۔ یہاں میں نے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے چہرے کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا۔

روضہ رسولؐ سے باہر نکلیں تو سامنے جنت البقیع ہے یہ قبرستان سامنے سیڑھیاں چڑھ کے اوپر ہے یہاں نبیؐ کے صحابہؓ اور عظیم شخصیات دفن ہیں ان کی زیارت سنت ہے۔ میں بھی ایک بڑے جالی والے لوہے کے دروازے سے اندر داخل ہوا چاروں اطراف بڑا بڑا جنگلا لوہے کا لگا ہوا یہاں صرف پتھر قبروں کی نشاندہی کرتے ہیں مجھے عربی کی دعا کا ترجمہ یاد تھا وہ پڑھ لیا اور اندر کافی دیر پھرتا رہا۔ جنت البقیع کی بات ہی کیا ہے وہاں ایک مسحور کن خوشبو کا احساس ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ بندہ یہیں بیٹھا رہے۔ یہاں پر مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک رات سونے اور نہ سونے کی کشمکش میں تھا ہلکی سی اونگ محسوس ہوئی' کیا دیکھتا ہوں حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر کھڑا ہوں اور عبادت میں مشغول ہوں درحقیقت داتا کے ساتھ میری دوستی اور تعلق بچپن کا ہے۔ میرا اسکول دربار کے بالکل قریب تھا اور میں اکثر وہاں جایا کرتا تھا اور اب بھی کبھی کبھی حاضری دینے چلا جایا کرتا ہوں۔ میری والدہ محترمہ بھی حضرت داتا گنج بخشؒ کی بڑی

Marfat.com

معتقد ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ ایک انتہائی خوبصورت باریش بزرگ دربار سے باہر تشریف لا کر کھڑے ہو جاتے ہیں میں ششدر رہ گیا۔ میں نے اچانک آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے کہ بعض اوقات ابلیس لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ولی اللہ اور نیک بزرگوں کے روپ میں بھی رونما ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ آیت الکرسی پڑھی کہ اگر ایسا ہوا تو خود بخود غائب ہو جائیں گے مگر ایسا نہ ہوا اور حضرت داتا گنج بخشؒ مسکرانے لگے۔ میں نے پھر آیت الکرسی مکمل پڑھ ڈالی مگر وہ مسکراتے رہے سو میں سمجھ گیا کہ یہ حضرت داتا گنج بخشؒ ہی ہیں۔ باقی اس کے بعد کیا ہوا، یہ میری اور حضرت داتا گنج بخشؒ کی محبت ہے۔ مجھے اللہ کی رحمت سے جلیل القدر انبیاء علیہ السلام میں سے بھی چند کی زیارت نصیب ہوئی ہے مگر ان کی تفصیل بیان کرنا میرے نزدیک مناسب نہیں ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے واقعات کو مخفی رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے معاملات ہیں۔ ہاں تو بتا رہا تھا کہ جنت البقیع میں رش کافی ہو گیا اور میں باہر سیڑھیوں سے نیچے اتر کر ساتھ ہی مختلف چیزوں کی دکانیں شروع ہو جاتی ہیں میں بھی ایک ایک دکان پر جاتا رہا اور جو چیز بھی پسند آئی لیتا رہا، چھوٹی چھوٹی دکانوں کے بعد بڑی بڑی دکانیں اور پلازے شروع ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہوٹلز بھی موجود ہیں۔ جہاں دنیا جہاں کی ہر چیز مل جاتی ہے شرط چھوٹی سی ہے کہ پیسے جیب میں ہونے

Marfat.com

لازم ہے ورنہ دیدار کے لیے کوئی فیس نہیں۔اس کے بعد ہم واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف چل پڑے۔راستے میں مجھے اپنے محسن میاں شجاع الرحمٰن ناقابل فراموش شخصیت جس نے لاہور کے باسیوں کے لیے ڈسپنسریوں، ہسپتالوں اور سکولوں کا جال بچھا دیا انتہائی دور اندیش، کم گو مگر کمال کا بولنا اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور بجاطور پر ان کے لخت جگر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن دن رات محنت کرنے والے محب وطن اور انسانیت کے لیے ہر وقت کوشاں رہنے والے بلاشبہ اہل لاہوران پر فخر کر سکتے ہیں

وہ آئینے کو بھی حیرت میں ڈال دیتا ہے
کسی کسی کو خدا یہ کمال دیتا ہے

ویسے تو پاکستانی ہر جگہ پر بدنام ہوتے جا رہے ہیں لیکن میں مدینہ میں ہمیشہ پاکستان ہاؤس میں رہتا ہوں یہ بلڈنگ تقریباً روضہ رسولؐ کے قریب ہے آپ پیدل وہاں جا کر پانچ وقت کی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مجھے ہمیشہ دوست کہتے ہیں کہ بکنگ کروا کر جائیں مگر عجیب اتفاق ہے یا وہاں کے عملے کا حسن اخلاق کہ جب اور جس وقت بھی میں گیا انہوں نے نہایت پیار محبت سے مجھے کمرہ عنایت فرمایا۔اور مزے کی بات ہے کہ وہاں کمرہ انتہائی مناسب اور ارزاں ریٹ پر ہر پاکستانی کے لیے دستیاب ہے۔وہاں میں نے ہر قسم کے لوگ رہتے دیکھے، منسٹر

Marfat.com

سے لیکر عام آدمی تک کو وہاں رہائش پذیر دیکھا۔ یہ ایک انتہائی اچھی اور قابل تعریف بات ہے جس کے لیے میں وہاں کے عملے کو داد تحسین دیتا ہوں۔ پاکستان ہاؤس سے تھوڑا باہر نکلیں تو ایک ترک ریسٹورنٹ ہے جس پر مختلف اقسام کے کھانے ہر وقت ب آسانی مل جاتے ہیں۔ میں ہمیشہ وہیں سے کھانا کھاتا ہوں۔تھوڑا بائیں جانب آگے جائیں تو وہاں پاکستانی ہوٹل بھی ہے جہاں صبح کا ناشتہ بھی موجود ہوتا ہے۔ان کی بغل میں ایک گاوا یا سبز قہوہ یا گرین ٹی یا عربی قہوہ والا چھوٹا سا کھوکھا ہے جس پر ہمیشہ رش لگا ہوتا ہے جو یقیناً کھانا کو ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے اور ساتھ ساتھ چھوٹے سٹورز ہیں یہاں روزمرہ کی اشیاء ب آسانی مل جاتی ہیں لہٰذا یہ پاکستان ہاؤس جہاں ہر وقت پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہراتا رہتا ہے آپ کے لیے ہے جب بھی مدینہ منورہ جائیں میرا مشورہ ہے یہیں قیام کریں۔ یہاں سے بائیں جانب تھوڑا سا آگے جائیں تو کھجوروں کی بہت بڑی مارکیٹ ہے جہاں ہر قسم کی کھجوریں ارزاں نرخوں پر ملتی ہے۔ایک تجربہ بھی بتاتا جاؤں میں ہمیشہ کھجوریں مدینہ منورہ سے خریدتا ہوں۔ یہاں تازہ اور ہر قسم کی کھجوریں ملیں اور میں یہاں ہمیشہ دوستوں کے لیے کھجوریں، ٹوپیاں اور تسبیحاں لیتا ہوں اس کے علاوہ یہاں سے کوئی چیز نہیں لی۔باقی ہر شخص کا اپنا سکول آف تھاٹ ہے مگر میرے نزدیک آپ جس کام کے لیے آئے ہیں اس سے عظیم اور کوئی کام نہیں لہٰذا زیادہ وقت عبادات میں گزاریں اسی میں لطف و

Marfat.com

سرور ہے۔ میں نے حسب ضرورت دوستوں کے لیے مندرجہ بالا اشیاء خریدیں اور پھر واپس پاکستان ہاؤس آ گیا۔ اہل علم بالخصوص طالب علموں کے لیے میں یہاں بتاتا چلوں کہ ''مدرسہ دارالحدیث'' جس کا الحاق جامعہ اسلامیہ سے ہے اوراس نے قرآن پاک اور سنت رسولؐ کی نشرواشاعت میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے' جو ناقابل فراموش ہے اور پھر مدینہ یونیورسٹی بھی موجود ہے۔ یہاں مختلف ممالک کے طلبہ آتے ہیں اور علم سے سیراب ہوکر اپنے ملک میں علم کی روشنی پھیلاتے ہیں۔ یہاں ایک سو پچاس سے زیادہ ممالک کے طلبہ پڑھتے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہاں تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ آپ جب بھی مدینہ جائیں تو شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ضرور دیکھیں۔ خادم الحرمین شریفین نے خاص اس ادارہ کو مدینہ منورہ میں بنوایا۔ شاید اس لیے قرآن پاک لکھا اور محفوظ کیا گیا اس کو قرآن کا شہر بھی کہتے ہیں۔ یہ بہت ہی بڑا ہے جس میں پریس' سٹورز' رہائشی عمارات' جامع مسجد' لائبریری اور ہوٹل وغیرہ موجود ہیں۔ یہاں قرآن مجید کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا ہے اور عظیم قراء کرام کی صدا میں ریکارڈنگ بھی ہوتی ہے۔ مکمل تصدیق ماہر علماء کے ہاتھوں ہوتی ہے پھر جا کر طباعت کا مرحلہ آتا ہے۔ یہاں انگریزی' اردو' ترکی' فرانسیسی' جرمنی' بوسنائی غرض یہ ہر زبان (تقریباً چالیس زبانوں) میں تراجم چھپ چکے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً نو لاکھ سے زیادہ نسخے عالم

Marfat.com

اسلام کے کونے کونے تک پہنچ چکے ہیں۔ یقیناً یہ ایک عظیم کام ہے جس کے لیے ہم ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید ترقی دے' آمین۔ کچھ لائبریریز بھی ہیں جن میں قابل قدر عارف حکمت لائبریری' محمودیہ لائبریری' مسجد نبوی لائبریری اور مدینہ منورہ پبلک لائبریری شامل ہیں۔ یہ معلومات اہل علم کے لیے یقیناً سودمند ہونگی۔ پیارے قارئین اب وقت جدائی تھا۔ صبح میں میری فلائٹ تھی' ساری رات مجھے ٹھیک سے نیند نہ آئی کیونکہ میں اکیلا تھا لہٰذا میں نے عملہ کو بتایا کہ ٹھیک تین بجے مجھے صبح اٹھا دینا اور ایسا ہی ہوا اور بالکل سامنے سے مجھے کار رینٹ پر مل گئی اور میں مدینہ سے جدہ پہنچ گیا جہاں سے میری اپنے ملک روانگی تھی۔

مجھے اپنی کم علمی کا پورا پورا احساس ہے۔ یہ سفر، یہ روحانی تجربہ، یہ صرف اللہ کی رحمت ہے۔ اس کا کرم اور رحمت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ میں اپنی طرف دیکھتا ہوں تو خود کو بے بس اور عاجز پاتا ہوں۔ اچھے اعمال کی تعداد شاید بہت زیادہ نہیں' ہمیشہ نفس کے فریب میں رہا پھر نیکی کو ہاتھی اور ہاتھی بھر برائی کو رائی سمجھ کر اپنی نام نہاد نیکیوں پر فخر کرتا رہا۔ کبھی گمراہی کے ویرانوں میں ٹھوکریں کھاتا رہا۔ کبھی سہارے پر رہنے والوں کے سہارے ڈھونڈتا رہا کبھی منافقوں کے دھوکے میں رہتا رہا' کبھی ریت کے سمندر کو آب حیات سمجھتا رہا' کبھی مانگنے

Marfat.com

والوں سے مانگتا رہا' کبھی مایوسیوں سے گھبرا کر آ بگینوں سے حاجت روا رہا' کبھی خدا کی بستی میں رہ کر پتھروں کی طرف دیکھتا رہا' کبھی سمجھ نہ آئی تو انسانی بتوں کو امام مانتا رہا' کبھی ہیرے جواہرات کو زندگی کا اثاثہ سمجھتا رہا' کبھی اقتدار کو زندگی اور موت کا مقصد اور منزل سمجھتا رہا۔ خدائے لم یزل نے کرم فرمایا' دیدار کعبہ اور روضہ رسولؐ کے بعد میرا قبلہ درست ہوا اور رحمتیں اور کرم اور بڑھا۔ میں بیان نہیں کر سکتا الحمدللہ' اللہ ہر مسلمان مرد و زن کو یہ سفر عظیم نصیب فرمائے' آمین۔ اور تمام انسانیت کو اپنے رحم و کرم میں رکھتے ہوئے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ یوں اپنے وطن عزیز پہنچا اس کی مٹی کو چوما اور اس کی سلامتی کی دعا کے ساتھ میرا سفر سعادت بار بار وہاں حاضری دینے کی نیت پر ختم ہوا۔ یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت اور میری والدہ کی دعاؤں، اہلیہ، بہن بھائیوں اور دوستوں کی نیک تمناؤں کا نتیجہ ہے۔

مندرجہ بالا حصہ میں 27 ویں شب رمضان المبارک کے آخری حصے میں تحریر کر رہا ہوں۔ یقیناً جو رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات کی برکت سے تمام انسانیت کے لیے اور بالخصوص مسلمانوں کے لیے دعا گو ہوں۔

میں لوگوں سے ملاقاتوں کے لمحے یاد رکھتا ہوں
میں باتیں بھول بھی جاؤں تو لہجے یاد رکھتا ہوں

Marfat.com

سرِ محفل نگاہیں مجھ پہ جن لوگوں کی پڑتی ہیں
نگاہوں کے تسلسل سے وہ چہرے یاد رکھتا ہوں
ذرا سا ہٹ کر چلتا ہوں زمانے کی روایت سے
جن پہ بوجھ میں ڈالوں وہ کاندھے یاد رکھتا ہوں
میں یوں تو بھول جاتا ہوں خراش تک باتوں کی
مگر جو پیار دل سے دیں وہ چہرے یاد رکھتا ہوں

کاش ہم ایک دوسرے کو دل و جان سے پیار کریں، اوروں کے درد اور تکلیف کو اپنا سمجھیں ان کے چہرے اپنے لگنے لگ جائیں گے۔ پھر معاشرہ، ملک اور پوری دنیا پرامن ہو جائے گی اور شاید ہر قسم کی دہشت گردی ختم ہو جائے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام۔

اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

Marfat.com

Marfat.com

مطلعِ صبحِ صفت روئے محمد ﷺ

منبعِ احسان و لطف خوئے محمد ﷺ

مرزا جامیؒ

کتبہ خورشید عالم گوہر قلم

۲۰۱۳ء

Marfat.com

اہل ذوق کے لیے دیدہ زیب، خوبصورت اسلامی، ادبی، فنی اور تصوف کی کتب کا اشاعتی ادارہ

بیاد رئیس التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی 1980ء

فیضان نظر حضرت خواجہ محبوب الحسن اویسی

چیئرمین: اکمل اویسی پیرزادہ ادارہ الاویس لاہور

محبت بار بیٹھا ہوں | عکس ہر | دیوانگی | قطرہ قطرہ دریا | بزمِ شوخیاں

ادارہ الاویس

5 فیروز پور روڈ مزنگ چونگی لاہور فون نمبر 042-37500066

E-mail: idarhalwais@gmail.com Facebook: idarhalwais

Marfat.com

مصنف کی دیگر کتب

- فنِ تقریر
- تین دوست
- کالے بادل
- امریکہ میں میرے روز و شب
- حسن کا شہر
- منہ بولتی محبت
- ریگستان کی کلیاں
- میں تنہائی اور وہ
- نہ بھولنے والا استنبول
- ملائشیاء کے شب و روز

- How To Love Narure
- Hortivulture In Pakistan
- Landscapping In My Motherland
- Dream Leam Leading To Happiness

Marfat.com

دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی یادیں

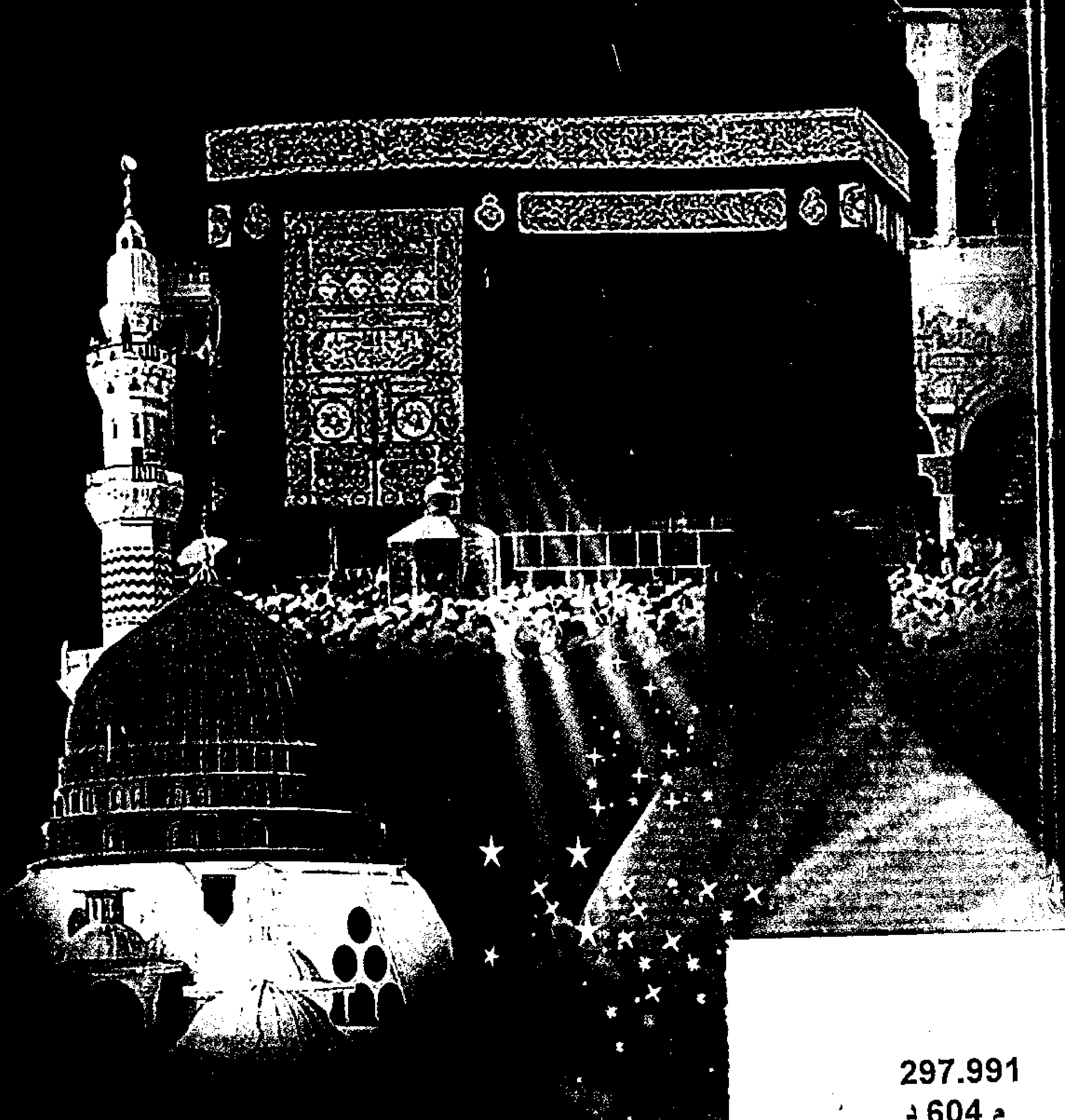

297.991
م 604 د
160509

مصنف

مصباح الحسن ڈار

Marfat.com